كيف تثقل ميزانك - أردو

میزان کو بھاری کرنے والے اعمال

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

219

هاتف: ٤٢٢٤٤٦٦ ٠١٦ . فاكس: ٤٢٢٤٤٧٧ ٠١٦

تعاوني الزلفي

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين ، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين أمابعد!

مسلمان اپنی نیکیوں کی پونجی کو بڑھانے کی شدید خواہش رکھتا ہے؛اس طرح کہ اپنی زندگی میں ممکنہ حد تک نیکیاں جمع کرنے کی اور ممکنہ حد تک برائیاں کم کرنے کی کوشش کرتا ہے،تاکہ قیامت کے دن اس کا میزان (ترازو) بھاری ہو، جس کا ترازو بھاری ہوگا وہ عنقریب ایسی سعادت سے ہمکنار ہوگا جس کے بعد کبھی کوئی بدبختی نہیں،تاکہ وہ بلند و بالا جنتوں میں من پسند زندگی گزارے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ* فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ* وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ* فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ * وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ* نَارٌ حَامِيَةٌ ﴾. [القارعة].

"پھر جس کے پلڑے بھاری ہونگے، وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہونگے اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے، تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے؟ وہ تند و تیز آگ ہے"۔

بہت سے لوگ اس دنیا کی زندگی میں مالدار بننا چاہتے ہیں، اس کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے رہتے ہیں، آپ بعض ایسے لوگوں کو بھی دیکھیں گے جو ایسی کتابوں کو پانے کی کوشش کرتے ہیں جن میں دولت کو بڑھانے کے طریقے اور بہت

جلد مالدار بننے کے گُر بتائے گئے ہوں، چنانچہ یہ ہمارے لئے زیادہ ضروری ہے کہ ہم بھی ایسی مالداری کے متعلق معلومات حاصل کریں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے، جیسے ہم مال جمع کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ویسے نیکیاں جمع کرنے کی خواہش کریں۔ دنیا کی مالداری تو ختم ہونے والی ہے وہ ہمیشہ نہیں رہے گی، جبکہ آخرت کی مالداری باقی رہے گی کبھی ختم نہ ہوگی، اور ہماری دنیا اور آخرت دونوں جگہ مالدار رہنے میں کونسی چیز رکاوٹ ہے؟ پھر اللہ تو بے نیاز، کریم ہے۔

بے شک اللہ کے ساتھ تجارت انسان کو حقیقی مالدار بنادیتی ہے۔ اور آخرت کی مالداری نیکیوں کے اکٹھے کرنے اور برائیوں کے مٹانے کی خواہش سے پوری ہوتی ہے۔

اگر آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو آخرت کی سرعت والی مالداری کی رغبت رکھتے ہیں، تو آپ پر ضروری ہے کہ ان اعمال کو اختیار کریں جو میزان میں بھاری ہوں، اور یہ مختصر کتاب ان اہم اعمال کی رہنمائی کرے گی جو ان شاء اللہ میزان میں بھاری ہونگے۔

میزان کو بھاری کرنے والے اعمال

پہلا عمل: قول و عمل میں اخلاص پیدا کرنا

اخلاص ہر عمل کی بنیاد ہے، جس قدر عمل اللہ کے لئے خالص ہو گا اسی قدر ترازو میں بھاری ہو گا گرچہ وہ تھوڑا ہی ہو؛ اور جب اس میں دکھلاوا اور شہرت کی ملاوٹ ہو گی تو وہ ترازو میں ہلکا ہو گا، کبھی تو وہ اڑتے ہوئے ذرات کی مانند ہو جائے گا گرچہ وہ بہت زیادہ ہو۔ اعمال اللہ تبارک و تعالی کے پاس اسی قدر زیادہ فضیلت والے ہوتے ہیں جس قدر دلوں میں اخلاص اور اللہ عزوجل کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ﷺ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ، مَالَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شَيْءَ لَهُ» فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا شَيْءَ لَهُ» ثُمَّ قَالَ:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا پھر سوال کیا کہ آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اجر و شہرت کی خاطر لڑائی کی، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لئے کچھ بھی اجر نہیں"، اس نے تین مرتبہ سوال کو دہرایا تو آپ ﷺ نے بھی اس کو یہی جواب دیا کہ "اسے کچھ بھی اجر نہیں ملے گا"، پھر فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ» "بے شک اللہ تعالی اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے ہو اور اس

(عمل) کے ذریعے اسی (اللہ ہی) کی رضامندی طلب کی گئی ہو"[1]۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: کسی چھوٹے عمل کو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور کسی بڑے عمل کو نیت چھوٹا کر دیتی ہے[2]۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ نے کہا: بے شک تمہارے اعمال تھوڑے سے ہیں اس تھوڑے کو اخلاص کے ساتھ انجام دو[3]۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصَّلَاةُ فِي جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً فَإِذَا صَلَّاهَا فِي فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ خَمْسِينَ صَلَاةً) "باجماعت نماز پچیس (انفرادی) نمازوں کے برابر ہے، جب وہ اس نماز کو کسی چٹیل میدان (صحراء) میں ادا کرتا ہے، اس کے رکوع اور سجدے پورے پورے کرتا ہے تو وہ پچاس نمازوں تک پہنچ جاتا ہے"[4]۔

وہ اکیلا ہونے کے باوجود کیوں نماز پڑھا؟ جبکہ اس کو نماز کے بارے میں نہ اذان، نہ مؤذن اور نہ کوئی ساتھ رہنے والے دوست نے یاد دلایا؟ اور اس نے رکوع اور سجدے پورے کیوں کئے؟ اور کیوں کر اطمینان سے نماز پڑھی؟ اس لئے کہ اس نے اللہ

---

[1] نسائی ۳۱۴۰، طبرانی کبیر ۷۶۲۸ اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع ۱۸۵۶ میں حسن کہا۔
[2] جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی، تحقیق شعیب الارناؤط اور ابراہیم باجس 71/1
[3] حلیة الأولیاء و طبقات الأصفیاء لأبی نعیم 92/4
[4] ابو داود 560، ابن حبان 1749، حاکم 753 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 3871 میں صحیح کہا۔

عزوجل کے لئے اپنے عمل کو خالص کیا، اور اس بات کا پورا شعور اسے تھا کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اسی لئے اس کو کئی گنا زیادہ اجر ملا۔

اسی لئے سلمہ بن دینار رحمہ اللہ نے کہا: تم جس قدر اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو اس سے کہیں زیادہ اپنی نیکیوں کو چھپاؤ[5]۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ، كَادَ يَقْتُلُهُ العَطَشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مُوقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ» ''ایک کتا کنویں کے اطراف گھوم رہا تھا، قریب تھا کہ وہ پیاس سے مر جاتا کہ اچانک بنی اسرائیل کی بدکار عورتوں میں سے ایک نے اسے دیکھ لیا، چنانچہ اس نے اپنا موزہ نکالا (اس میں پانی بھر کر) اس کتے کو پلا دیا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالی نے اسے بخش دیا''[6]۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: اس عورت نے خلوصِ ایمان سے کتے کو پانی پلایا چنانچہ اللہ نے اس کی مغفرت کردی، ورنہ کتے کو پانی پلانے والی ہر عورت کی مغفرت نہیں ہوتی[7]۔

---

[5] حلية الأولياء و طبقات الأصفياء لأبي نعيم 240/3

[6] مسند احمد -الفتح الربانی- 87/19، بخاری کے الفاظ 3467، مسلم 2245، ابن حبان 386، بیہقی 15597، ابو یعلی 6035۔

[7] منہاج السنہ النبویہ لابن تیمیہ 182/3، ومدارج السکین لابن القیم 332/1

دوسرا عمل: اخلاق حسنہ

نبی کریم ﷺ نے اخلاق حسنہ کی بڑی تعریف فرمائی، اور ترازو میں اس کے عظیم ثواب اور فضیلت کو واضح فرمایا۔ اسی لئے آپ ﷺ اللہ تعالی سے اخلاق حسنہ کا سوال کرتے اور برے اخلاق سے پناہ طلب کرتے تھے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ» ''قیامت والے دن مومن کے میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور یقیناً اللہ تعالی بدزبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے''[8]۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَثْقَلُ شَيءٍ فِي الْمِيزَانِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ» ''ترازو میں سب سے زیادہ بھاری چیز عمدہ اخلاق ہونگے''[9]۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَإِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ»

---

[8] ترمذی کے الفاظ ہیں 2002، ابوداود 4799، ابن حبان 5693، بیہقی 20587 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 5632 میں صحیح کہا۔

[9] مسند احمد -- الفتح الربانی- 78/19، ابن حبان کے الفاظ ہیں 481 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 134 میں۔

''جس شخص کو نرمی کا کچھ حصہ دیا گیا تو یقیناً اسے خیر کا ایک حصہ نصیب ہوا، اور جو شخص نرمی کے کچھ حصے سے محروم رہا یقیناً وہ خیر کے ایک حصے سے محروم رہا، قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے زیادہ بھاری چیز حسن اخلاق ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بد زبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے''[10]۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ بات طئے شدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہے اسکے ہاں اس کا کوئی وزن نہیں اور نہ ہی کوئی قدر و منزلت ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو اس کو پسند ہے وہ اس کے ہاں بڑی عظیم ہے، اللہ تعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا: ﴿ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴾ ''ہم قیامت کے دن ان کا وزن ہی قائم نہ کریں گے''۔[الکھف:۱۰۵]

اور مشہور حدیث میں ہے کہ: «كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ» ''دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں اور ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم''[11]۔

اخلاق فاضلہ سے متصف ہونے میں سب سے زیادہ معاون کتاب اللہ کی بہت زیادہ تلاوت اور اس کے معانی پر غور و فکر، نیک لوگوں کی صحبت اور نبی کریم ﷺ کی احادیث کا مطالعہ ہے اور اسی طرح اللہ سے اپنے لئے اچھے اخلاق کی دعا کرنا بھی ہے

---

[10] ابن حبان 5695، بیہقی 20587، بخاری ادب المفرد میں 464، شیخ البانیؒ نے صحیح الادب المفرد 361 میں صحیح کہا۔

[11] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ملا علی قاری 809/8۔

جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آئینہ میں دیکھتے تو فرماتے: «اللَّهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي» ''اے اللہ! جیسے تو نے میری خلقت عمدہ بنائی ویسے ہی میرے اخلاق بھی عمدہ بنادے''[12]۔

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الأَخْلَاقِ، وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ» ''اے اللہ! میں برے اخلاق واعمال اور خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں''[13]۔

اور یہ جان لیں کہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ بہتر ہوں، جیسے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ» ''ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے، اور بے شک حسن اخلاق روزہ اور نماز کے درجہ کو پہنچتا ہے''[14]۔

---

[12] مسند احمد —الفتح الربانی ۲۸۱/۱۴-، ابن حبان ۹۵۹، ابو یعلی ۵۰۷۵، طیالسی ۳۷۴، طبرانی فی الدعاء ۳۶۸، ابو الشیخ اصبہانی فی اخلاق النبی ۴۹۳ واللفظ لہ، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع ۱۳۰۷ میں صحیح کہا۔ [لیکن شیخ البانیؒ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر ۷۴ کے تحت لکھا کہ آئینہ دیکھتے ہوئے اس دعا کو پڑھنے والی تمام حدیثیں ضعیف ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت بھی نہیں پہنچاتی۔ البتہ عمومی طور پر بغیر آئینہ دیکھنے کی تعیین کے یہ دعا صحیح ہے (مترجم)]۔

[13] ترمذی 3591، ابن حبان 960، حاکم 1949، طبرانی کبیر 36 اور شیخ البانی صحیح الجامع 1298 میں صحیح کہا۔

[14] بزار نے روایت کیا اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 1578 میں صحیح کہا۔

تیسرا عمل: غصہ کو پی جانا اور اللہ کی خاطر غصہ نہ ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَ اللهِ، مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ» "کوئی بھی گھونٹ اتنا بڑا اجر والا نہیں ہے جتنا کہ غصہ کا گھونٹ جسے بندہ اللہ عز وجل کے چہرہ (رضامندی) کی خاطر پی جاتا ہے"[15]۔

ان جیسے کتنے ہی مواقع کا ہم سامنا کرتے ہیں، کیا ہم اس حدیث اور بڑے اجر کو اپنے دماغ میں لاکر غصہ کو پی جاتے ہیں کہ ہم کو اجر ملے؟

رب العالمین نے ان لوگوں کو جو اپنا غصہ اتارنے کی طاقت رکھنے کے باوجود اسے پی جاتے ہیں، بخشش و دخول جنت کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ * وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ * أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ "جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالی ان نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے، جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر

---

[15] مسند احمد – الفتح الربانی- 78/19، ابن ماجہ کے الفاظ ہیں 4189، بخاری الادب المفرد میں 1318، طبرانی اوسط 7282 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب و الترهیب 2752 میں صحیح کہا۔

بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ ان لوگوں کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ان نیک کام کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے"۔[آل عمران:١٣٤، ١٣٦]

اس نیکی کے کرنے والے شخص کے لئے اس بے پایاں ثواب سے بڑھ کر ایک اور اختیار یہ دیا جائے گا کہ وہ حور عین میں سے جسے چاہے پسند کرلے۔ جیسا کہ سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ» "جو شخص غصہ کو عملی طور پر پورا کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود اسے پی گیا، تو اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن ساری مخلوق کے روبرو بلا کر اختیار عطا کریں گے کہ وہ جس حور عین کو چاہے پسند کرلے"[16]۔

کیا آپ حقیر دنیوی امور کی خاطر اس بے پایاں ثواب کے حصول میں کوتاہی کریں گے؟ طاقتور، پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے غصہ کو قابو میں رکھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ» "پہلوان

---

[16] مسند احمد- الفتح الربانی- 79/19، ابوداود 4777، ترمذی 2493، ابن ماجہ 4186، بیہقی 16422، طبرانی کبیر 417 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب والترھیب 2753 میں حسن کہا ہے۔

وہ نہیں ہے جو پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے"[17]۔

چوتھا عمل: جنازوں کےساتھ جانا اور نماز جنازہ پڑھنا

ان عظیم اعمال میں سے ایک جن کا اجر بندے کے میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہوگا، جنازوں کے ساتھ جانااور جنازے کی نماز پڑھنا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ تَبعَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا، وَيُفْرَغَ مِنْهَا، فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِهِ مِنْ أُحُدٍ»

"جو شخص کسی جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھی جائے اور اس (کے دفن) سے فراغت ہو جائے اس کے لئے دو قیراط ہیں، اور جو شخص اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ نماز پڑھی جائے تو اس کے لئے ایک قیراط ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ (قیراط) میزان میں اُحد سے زیادہ بھاری ہے"[18]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ شَهِدَ الجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ، فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ» ، قِيلَ: وَمَا القِيرَاطَانِ؟ قَالَ: «مِثْلُ الجَبَلَيْنِ العَظِيمَيْنِ» "جو شخص جنازہ میں حاضر رہا یہاں تک اس

---

[17] امام مالک ١٦٨١، احمد – الفتح الربانی- ١٩/٧٩، بخاری ٦١١٤، مسلم ٢٦٠٩، ابن حبان ٢٩٥٠، نسائی کبری ١٠٢٢٦، بیہقی ٧٩٣٤ اور بخاری الادب المفرد ١٣١٧ میں۔

[18] مسند احمد- الفتح الربانی- 198/7، بیہقی ۔ [یہ صحیح حدیث ہے، مترجم]۔

کی نماز پڑھی جائے اس کے لئے ایک قیراط ہے، اور جو (نماز کے بعد) اس کے دفن تک حاضر رہا اس کے لئے دو قیراط ہیں"۔ پوچھا گیا کہ: دو قیراط کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑ کے مانند۔ ایک راوی حدیث نے کہا: حضرت ابن عمر < صرف جنازے کی نماز پڑھتے پھر نکل جاتے تھے، جب انہیں حضرت ابوہریرہ ؓ کی یہ حدیث پہنچی تو کہنے لگے: ہم نے بہت سارے قیراط ضائع کر دیئے[19]۔

پانچواں عمل: قیام اللیل کرنا چاہیے دس آیات کی تلاوت کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو

حضرات فُضالہ بن عبید اور تمیم الداری < سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ، كُتِبَ لَهُ قِنطَارٌ، وَالْقِنطَارُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» "جو شخص ایک رات میں دس آیات پڑھ لے اس کے لئے ایک قنطار لکھا جائے گا، اور قنطار دنیا وما فیہا سے بہتر ہے"[20]۔

ان دس آیات کی تلاوت دورانِ قیام اللیل ہو گی — حقیقی علم اللہ کو ہے۔ اس روایت کی بنیاد پر جسے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص < نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ القَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ» "جس شخص نے دس آیات کے ساتھ قیام کیا وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے سو آیات کے ساتھ قیام کیا وہ عبادت

---

[19] بخاری 1325، مسلم کے الفاظ 945

[20] طبرانی کبیر 1253 اور شیخ البانیؒ صحیح الترغیب والترہیب 638 میں حسن کہا۔

گزاروں میں لکھا جائے گا اور جو ہزار آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے 'مُقَنطَرِین' میں لکھا جائے گا (مُقَنطَرِین کا مطلب وہ لوگ جنہیں ڈھیر سارا اجر ملے گا)[21]۔

عشاء کی نماز کے بعد کسی بھی نفل نماز کا پڑھنا قیام اللیل میں شمار ہوگا، جس قدر تاخیر کریں گے اتنا ہی زیادہ اجر ہے، اس فضل عظیم اور آسان عمل سے اپنے آپ کو محروم نہ کریں، گرچہ وہ عشاء کے بعد کی سنت مؤکدہ، دو رکعات اور وتر کی نماز ہی کیوں نہ ہو۔

چھٹا عمل: وہ نیک اعمال جنکا ثواب قیام اللیل کے برابر ہے

بے شک قیام اللیل کا مقام و مرتبہ اللہ عزوجل کے ہاں بہت بڑا ہے، فرض نمازوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز قیام اللیل ہے، اس کی خصوصیات میں سے صرف یہی نہیں کہ گناہوں کو مٹاتی ہے، بلکہ گناہوں میں پڑنے سے بچاتی بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ» "تم قیام اللیل کی پابندی کرو اس لئے کہ وہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی صفت ہے، آپ کے رب کے قریب کرنے والی ہے، گناہوں کو مٹادینے والی ہے اور گناہ سے روکنے والی ہے" [22]۔

---

[21] ابوداود کے الفاظ ہیں 1398، ابن حبان 2572، ابن خزیمہ 1144، دارمی 3444، حاکم 2041 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب و الترهیب 639 میں حسن صحیح کہا۔

[22] ترمذی 3549، ابن خزیمہ 1135، حاکم 1156۔ اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب و الترهیب 624 میں حسن لغیرہ کہا

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالی بلکہ زمانہ قریب کے ہمارے باپ دادا قیام اللیل میں کوتاہی نہیں کرتے تھے، لیکن موجودہ زمانہ میں بہت سے لوگوں کی رات، دن اور جاگنے میں بدل گئی اور وہ راتوں میں اللہ تعالی کے ساتھ مناجات کی لذتوں سے محروم ہوگئے اور کوتاہی اس حد کو پہنچی کہ فجر کی نماز چھوٹنے لگی۔

یہ یقیناً اللہ عزوجل کا اپنے بندوں پر رحم وکرم ہے کہ اس نے انہیں ایسے آسان اعمال عطا کئے جن کا ثواب قیام اللیل کے برابر ہے، جس کا قیام اللیل چھوٹ جائے یا اس کی ادائیگی سے عاجز آجائے تو اُس سے یہ اعمال نہیں چھوٹنے چاہئیں تاکہ اس کا میزان بھاری ہو، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ قیام اللیل میں سستی کرنے کی دعوت ہے، ہر گز نہیں ہمارے سلف صالحین رحمہم اللہ تعالی نے کبھی ایسا نہیں سمجھا، بلکہ وہ خیر کے ہر میدان میں نہایت چُست وپھرتیلے ہوا کرتے تھے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے (بعض) ان صحابہ کرام کو جو قیام اللیل کے لئے مجاہدہ نہیں کرپاتے تھے، بعض آسان اعمال کی رہنمائی فرمائی، یہ نبی کریم ﷺ کی ہماری نیکیاں بڑھانے کے لئے خیر کے کام کرنے پر ابھارنے کی شدید خواہش تھی۔ جیسا کہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ هَالَهُ اللَّيْلُ أَنْ يُكَابِدَهُ، وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُقَاتِلَهُ، فَلْيُكْثِرْ أَنْ يَقُولَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ يُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ» ''جس شخص کو رات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا کہ اس میں محنت (کرکے عبادت) کرے، یا اس نے مال خرچ کرنے میں بخیلی سے کام لیا اور دشمن سے مقابلہ

کرنے میں بزدلی دکھائی تو اُسے چاہئے کہ وہ سبحان اللہ وبحمدہ بکثرت کہے، اس لئے کہ وہ اللہ عزوجل کو ایک پہاڑ سونا اس کے راستے میں خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے"[23]۔

یہ احادیث جنہیں میں ذکر کروں گا، کچھ اعمال کے فضائل ہیں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بطور تحفہ عطا کیا ہے تاکہ ہماری نیکیاں بڑھیں اور ہمارے میزان بھاری ہوں، اس لئے ان پر عمل کرنا ہمارے لئے بہت زیادہ ضروری ہے۔ جن میں سے اہم یہ ہیں:

(1) عشاء اور فجر کی نمازیں باجماعت ادا کرنا

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ» "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی وہ آدھی رات قیام کرنے کے برابر ہے اور جس نے عشاء اور فجر جماعت سے ادا کی وہ ساری رات قیام کرنے کی طرح ہے"[24]۔

اسی لئے فرض نمازیں مسجدوں میں باجماعت ادا کرنے کی رغبت رکھنی چاہئے، کسی صورت میں ہم انہیں نہ چھوڑیں کیونکہ ان کا بڑا ثواب ہے، خاص کر عشاء اور فجر کی نمازیں، وہ دونوں منافقین پر بڑی بھاری ہیں، ان میں جو اجر ہے انہیں اگر وہ جان لیتے تو

---

[23] طبرانی کبیر 7795 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 1541 میں صحیح لغیرہ کہا۔
[24] مسلم 656، ترمذی 221، ابو داود کے الفاظ ہیں 555، دارمی 1224۔

رینگتے ہوئے آتے (سرین کے بل)، ان دونوں کا ثواب یہ ہے کہ ہر ایک نماز کے بدلے آدھی رات کے قیام کا ثواب ملے گا۔

(2) ظہر سے پہلے چار رکعت ادا کرنا

ابو صالح رحمہ اللہ مرفوعا، مرسلا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، يَعْدِلْنَ بِصَلَاةِ السَّحَرِ» ''ظہر سے پہلے چار رکعت وقت سحر (تہجد) کی نماز کے برابر ہے''[25]۔

ان چار رکعتوں کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جیسے کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ» ''ظہر سے پہلے چار رکعات، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں''[26]۔

اسی لئے نبی کریم ﷺ ان رکعات کی ادائیگی میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے، کبھی اگر کسی مجبوری سے چھوٹ بھی جاتے تو فرض کے بعد ان کی قضا کر لیتے لیکن انہیں چھوڑتے نہیں تھے، جیسا کہ حضرت عائشہ S نے بیان کیا کہ جب آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعات ادا نہیں کر پاتے تو انہیں بعد میں ادا کر لیا کرتے، جبکہ بیہقی کی روایت میں ہے وہ کہتی ہیں: کہ جب ظہر سے پہلے کی چار رکعات آپ سے چھوٹ جاتیں تو آپ انہیں ظہر کے بعد ادا فرما لیتے۔ [ترمذی 426، اور شیخ البانی نے حسن کہا]

---

[25] مصنف ابن ابی شیبہ 5940 اور شیخ البانیؒ نے الصحیحہ 1431 میں حسن کہا۔

[26] ابو داود 3128، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 585 میں حسن لغیرہ کہا۔

جس شخص کی یہ چار رکعات چھوٹ جائیں، یا اپنے کسی کام کی وجہ سے انہیں ادا نہ کر سکے [جیسے: بعض مدرسین] تو وہ اپنے کام سے فارغ ہونے اور گھر لوٹنے کے بعد ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(3) نماز تراویح امام کے ساتھ مکمل ادا کرنا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے ہمارے ساتھ مہینے بھر میں کوئی قیام نہ کیا یہاں تک کہ صرف سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمیں ساتویں رات قیام کروایا حتی کہ تہائی رات ہو گئی، جب (آخر سے) چھٹی رات تھی تو آپ نے ہمیں قیام نہیں کروایا، جب پانچویں رات تھی تو آپ نے ہمیں قیام کروایا حتی کہ آدھی رات گزر گئی، چنانچہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ہمیں آپ بقیہ رات میں بھی قیام کروادیتے؟ تب آپ نے فرمایا: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ» "بے شک آدمی جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے اس کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اس کے لئے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے"[27]۔

بہت سے ائمہ مساجد رمضان میں اس بات کی تنبیہ کرتے رہتے ہیں، چنانچہ آپ دیکھیں گے وہ نمازیوں کو امام کے ساتھ مکمل تراویح پڑھنے پر ابھارتے ہیں، لیکن بعض لوگ اس شعیرہ سے جو کہ رمضان کو دوسرے مہینوں سے ممتاز کرتا ہے سے پیچھے

---

[27] مسند احمد ـالفتح الربانی- 11/5، ابوداود کے الفاظ ہیں 1375، ترمذی 806، نسائی 1364، ابن ماجہ 1327 اور شیخ البانیؒ صحیح الجامع 1615 میں صحیح کہا۔

ہونے لگے ہیں، اسی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» ''جو شخص ایمان اور نیکی کی امید کے ساتھ رمضان کا قیام کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے''[28]۔

یہی حال لیلۃ القدر کا ہے، اس رات کا قیام ہزار مہینوں کے قیام سے افضل ہے، اللہ عزوجل کے اس قول کی بنیاد پر: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ ''لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

نہایت ہی تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس عظیم رات کی عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں۔

(4) رات میں سو آیات کی تلاوت کرنا

حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ، كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ» ''جو شخص رات میں سو آیات کی تلاوت کرے اس کے لئے ساری رات قیام کرنے کا (ثواب) لکھا جائے گا''[29]۔

سو آیات کی تلاوت آسان کام ہے جس میں آپ کا دس منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگے گا، اگر آپ کے پاس وقت نہ ہو تو اس فضیلت کو پانے کے لئے یہ طریقہ بھی ممکن ہے کہ آپ سورۃ الصافات کے شروع کے چار صفحے پڑھ لیں، یا سورۃ القلم اور سورۃ الحاقہ پڑھ لیں۔

---

[28] مسند احمد –الفتح الربانی- 220/9، بخاری 37، مسلم 759، ترمذی 808، نسائی 1602 اور ابوداود 1371۔

[29] الدارمي 3493، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 6468 میں صحیح کہا۔

جب کبھی رات میں آپ تلاوت نہ کر پائیں تو اگلے دن فجر اور ظہر کی نمازوں کے درمیان تلاوت کر لیں، لیکن سستی نہ برتیں تو ان شاء اللہ آپ وہی ثواب پائیں گے۔

حضرت عمر بن الخطاب ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ» "جو شخص رات کے وظیفے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے، اور وہ اسے فجر اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے، تو اس کو رات ہی میں پڑھنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے"[30]۔

علامہ عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ عمر بن خطاب ﷛ کی حدیث پر تعلیق چڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حدیث رات کے وقت وظیفے کے مقرر کر لینے کی مشروعیت پر اور اگر نیند یا کسی بھی عذر کی وجہ سے وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، اور جو اسے فجر سے لے کر ظہر کے درمیان ادا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اس کو رات میں ادا کیا۔ مسلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت عائشہ S سے حدیث ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو نیند یا کوئی تکلیف قیام اللیل کے ادا کرنے میں مانع ہوتی تو آپ ﷺ اگلے روز دن کے وقت بارہ رکعات ادا فرما لیتے[31]۔

شاید یہ حدیث آپ کو بالخصوص رات میں قرآن مجید کا ایک حصہ روزانہ تلاوت کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔

---

[30] مسلم کے الفاظ ہیں 747، ترمذی 581، نسائی 1790، ابو داود 1313، ابن ماجہ۔

[31] تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی: مبارکپوری 185/3، حدیث نمبر 581۔

کیا آپ نہیں جانتے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ہر رات کم از کم دس آیات کی تلاوت پر ابھارا ہے تاکہ ہم غافلوں میں سے نہ لکھے جائیں؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ القَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِينَ» ''جو شخص دس آیات کے ساتھ قیام کیا وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو سو آیات کے ساتھ قیام کیا وہ عبادت گزاروں میں لکھا جائے گا اور جو ہزار آیات کے ساتھ قیام کیا 'مُقنطرین' میں لکھا جائے گا (مقنطرین کا مطلب وہ لوگ جنہیں ڈھیر سارا اجر ملے گا)''[32]۔

اگر ہم اللہ عزوجل کی کتاب پڑھنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں تو تلاوت قرآن کی (اچھی عادت) صرف رمضان کے مہینے تک ہی محدود نہیں بلکہ پورے سال بھر کے لئے ہونی چاہیے۔

شاید ساری رات کے قیام کے ثواب کے لئے روزانہ سو آیات کی تلاوت ایک بابرکت پیش قدمی ہوگی تاکہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب سے وابستہ رہیں۔

(5) رات میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرنا

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ» ''جو رات میں سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں

---

[32] ابو داود کے الفاظ ہیں 1398، اور شیخ البانی نے صحیح الترغیب 639 میں حسن صحیح کہا۔

پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی"[33]۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ قیام اللیل سے کافی ہو جائیں گی۔ یہ بھی کہا گیا کہ شیطان (کے شر) سے کافی ہو جائیں گی۔ یہ بھی کہا گیا کہ آفات سے بچاؤ کے لئے کافی ہو جائیں گی اور یہ سارے ہی ممکن ہیں[34]۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے اس آخری رائے کی تائید میں فرمایا: اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بھی جائز ہے کہ مذکورہ تمام ہی اقوال مراد ہوں، واللہ اعلم۔ پہلی توجیہ کے بارے میں صراحت وارد ہے عاصم کے طریق سے علقمہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ (ابن مسعود) مرفوعا بیان کرتے ہیں کہ: «مَن قَرَأَخَاتِمَةَ الْبَقَرَةِ أَجْزَأَتْ عَنْهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» "جس نے سورہ بقرہ کی آخری آیات تلاوت کیں وہ اسے قیام اللیل سے کافی ہو جائیں گی"۔

یقیناً ان دو آیات کی تلاوت بہت ہی سہل ہے، اور بہت سے لوگ انہیں یاد کئے ہوئے ہوتے ہیں وللہ الحمد۔ ہر رات انہیں پابندی کے ساتھ پڑھنے کی ہر مسلمان کو خواہش رکھنی چاہئے۔ ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے کہ اس کی آسانی کی خاطر اسی پر اکتفا کرکے دوسرے بقیہ اعمال کو چھوڑ دیا جائے جن کا ثواب قیام اللیل کی طرح ہے، اس لئے کہ مومن کا مقصد ہی ممکن حد تک زیادہ نیکیاں جمع کرنا ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ کونسا عمل اس کا قبول ہوگا اور کونسا نہیں۔

---

[33] بخاری کے الفاظ ہیں 5010، مسلم 807، ترمذی 2881، ابوداود 1397، ابن ماجہ 1369 اور دارمی 1487۔

[34] صحیح مسلم شرح نووی 340/6 ح 807۔

عبد اللہ بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ عز وجل کی اطاعت کے معاملے میں آسان و ہلکے اور بے وقعت عمل پر قناعت کر کے نہ بیٹھے رہو، جفاکش و حریص آدمی کی طرح زیادہ نیک کام کئے جاؤ[35]۔

(6) حسن خلق

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ، صَائِمِ النَّهَارِ» ''یقینا مومن اپنے حسن اخلاق کے ذریعے رات میں تہجد پڑھنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کے درجات کو پہنچ گا''[36]۔

ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ (صاحب عون المعبود شرح ابو داود) نے فرمایا: حسن اخلاق اپنانے والے کو یہ فضل اس لئے دیا گیا کہ روزہ دار اور تہجد گزار، یہ دونوں اپنے نفس سے اس کی خواہشات کے خلاف جہاد کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ لوگوں کے ساتھ ان کی طبیعتوں، اور اخلاق کے اختلاف کے باوجود ان سے اچھے اخلاق سے پیش آنے والا گویا کہ وہ (صرف اپنے نفس سے ہی نہیں بلکہ) بہت سے نفسوں (لوگوں) سے جہاد کر رہا ہے، چنانچہ روزہ دار اور تہجد گزاروں نے جو درجہ پایا وہ درجہ اس نے بھی پایا، اس طرح وہ دونوں درجہ میں برابر ہوئے بلکہ وہ (صاحب خلق حسن) بڑھ گیا۔[عون المعبود شرح سنن ابی داود حدیث نمبر 4798]

---

[35] حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء: ابو نعیم 354/3۔

[36] امام مالک 1675، مسند احمد- الفتح الربانی- 76/19 انہی کے الفاظ ہیں، ابو داود 4798، ابن حبان، حاکم، شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع میں 1620 صحیح کہا۔

حسن اخلاق کہتے ہیں: لوگوں کے ساتھ اچھے معاملے کرنے اور انہیں تکلیف پہنچانے سے اپنے آپ کو روک رکھنے کو۔

بے شک انسان کو ایمان کے بعد حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ملی، یقینا نبی کریم ﷺ اپنے رب سے حسن اخلاق کا سوال کیا کرتے تھے، جیسے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ جب اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے تو پڑھتے: «إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لله رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَقِنِي سَيِّئَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ» ''بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، اے اللہ! مجھے اچھے اعمال، اچھے اخلاق کی ہدایت دے ان کی اچھائی کی ہدایت آپ کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے اور مجھے برے اعمال اور برے اخلاق سے بچالے ان کی برائی سے مجھے بچانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں''[37]۔

آپ ﷺ جب بھی آئینہ (شیشہ) میں دیکھتے تو اسی طرح دعا کرتے، جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب بھی آئینہ میں دیکھتے تو

---

[37] مسند احمد –الفتح الربانی- 181/6، مسلم 771، ترمذی 3421م نسائی کے الفاظ ہیں 897، ابوداود 760، دارمی 1238، ابن خزیمہ 462، بیہقی 2172 اور ابو یعلی 285۔

کہتے: «اللَّهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي» ''اے اللہ! جیسے تو نے میری خلقت بہتر بنائی ویسے ہی میرے اخلاق عمدہ بنادے''[38]۔

اچھے اخلاق والا آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا اور قیامت کے دن آپ کی مجلس میں سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوگا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ خبر دے رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا» ''یقینا میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجلس میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو تم میں اخلاق اعتبار سے سب سے اچھا ہوگا''[39]۔

اور عنقریب اللہ عزوجل اچھے اخلاق والے کے لئے جنت کے بلند ترین حصہ میں ایک محل بنائیں گے، یہ اخلاق حسنہ کے بڑے ثواب کی وجہ سے اور اس صاحب اخلاق حسنہ کے اعزاز کے طور پر۔ اس بات کو ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ

[3838] مسند احمد -الفتح الربانی ۲۸۱/۱۴-، ابن حبان ۹۵۹، ابو یعلی ۵۰۷۵، طیالسی ۳۷۴، طبرانی فی الدعاء ۳۶۸، ابو الشیخ اصبہانی فی اخلاق النبی ۴۹۳ واللفظ له، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع ۱۳۰۷ میں صحیح کہا۔ [لیکن شیخ البانیؒ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر ۷۴ کے تحت لکھا کہ آئینہ دیکھتے ہوئے اس دعا کو پڑھنے والی تمام حدیثیں ضعیف ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت بھی نہیں پہنچاتی۔ البتہ عمومی طور پر بغیر آئینہ دیکھنے کی تعیین کے یہ دعا صحیح ہے (مترجم)]۔

[39] ترمذی کے الفاظ ہیں 2018، شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 2649 میں صحیح کہا۔

خُلُقَهُ) ''میں جنت کے کنارہ ایک گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لئے جو جھگڑا چھوڑدے گرچہ کہ وہ حق پر ہو، جنت کے بیچ میں ایک گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لئے جو جھوٹ چھوڑدے گرچہ وہ مذاق میں ہی ہو اور جنت کے بلند ترین مقام میں ایک گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لئے جس نے اپنے اخلاق سنوارے''[40]۔

آپ کے اخلاق حسنہ صرف دور کے لوگوں تک ہی محدود نہیں ہونے چاہئیں کہ آپ اپنے قریب ترین لوگوں کو بھول ہی جائیں، بلکہ آپ کے والدین، آپ کے خاندان کے لوگ اس کے سب سے پہلے مستحق ہیں۔ آپ کچھ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ لوگوں کے ساتھ خوش باش، کشادہ دل اور انتہائی خلیق ہوتے ہیں لیکن اپنے اہل و عیال کے ساتھ ان کا رویہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

(7) بیوہ اور مسکینوں کی خدمت میں کوشاں رہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ، كَالمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ الله، أَوِ القَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ)

''بیوہ اور مسکینوں کی (خدمت میں) کوشاں رہنے والا مجاہد فی سبیل اللہ یا تہجد گزار اور دن میں روزے رکھنے والے کی طرح ہے''[41]۔

---

[40] ابوداود کے الفاظ ہیں 4800، شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 1464 میں حسن کہا۔

[41] مسند احمد –الفتح الربانی- 51/6، ترمذی 496، ابوداود کے الفاظ ہیں 345، نسائی 1381، ابن ماجہ 1087، دارمی 1547، حاکم 1041، ابن خزیمہ 1758 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 6405 میں صحیح کہا۔

ممکن ہے کہ آپ یہ عظیم ثواب کسی فقیر کی خدمت میں کوشاں رہتے ہوئے اس طرح بھی کما سکتے ہیں کہ مثلا: اس کے کاغذات کسی جمعیہ خیریہ (ویلفئیر ایسو سیئیشن) میں جمع کروادیں اور وہ لوگ اس کے حالات کا جائزہ لے کر اس کی ضرورت پوری کرنے لگیں گے۔

جیسے یہ بھی ممکن ہے کہ آپ اس عظیم ثواب کو کسی بیوہ کی خدمت میں لگے رہتے ہوئے کما سکتے ہیں، جس کا شوہر مر گیا، پس آپ اس کی کچھ ضروریات پوری کردیں، یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، اس لئے کہ اگر آپ اپنے رشتہ داروں میں تلاش کریں گے تو کسی کو ایسا پائیں گے جس کا شوہر مر گیا، چاہے وہ آپ کی پھوپھی ہو یا خالہ ہو یا دادی و نانی ہو، پھر آپ اس کی خدمت کرتے ہوئے اور اس کی ضروریات کی تکمیل کرکے جہاد یا قیام اللیل جیسا ثواب پالیں گے۔

(8) بعض آداب جمعہ کی پابندی کرنا

حضرت اوس بن اوس ثقفی ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: (مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا) ''جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کیا پھر اول وقت میں نکل پڑا، پیدل چلا سوار نہ ہوا، امام کے قریب بیٹھا، غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغو نہ کیا تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل (کا ثواب ملے گا، یعنی ایک سال کے) روزے اور اسی کے برابر تہجد گزاری کا ثواب ملے گا''[42]۔

جو شخص (حدیث میں مذکور) آداب کو ادا کرتا ہے تو اس کا جمعہ کی طرف اٹھنے والے ایک قدم کا ثواب ایک رات کے قیام، یا ایک ہفتے کے قیام یا ایک مہینے کے قیام کے برابر نہیں، بلکہ مکمل ایک سال کے قیام کے برابر ہے، چنانچہ اس عظیم ثواب کے بارے میں غور کیجئے۔

ان آداب کی مجموعی شکل یہ بنتی ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا، اول وقت میں نکلنا، پیدل چل کر جانا، امام کے قریب ہونا، پچھلے صفوں میں نہ رہنا، غور سے خطبہ سننا اور بے کار و لغو نہ کرنا۔

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ دوران خطبہ کوئی بھی بے کار بات، یا کام لغو میں شمار ہوتا ہے، اور جس نے لغو کیا اس کا جمعہ نہیں، چنانچہ جس نے کنکر چھوا یقینا اس نے لغو کیا، اسی طرح جس نے کسی کو چُپ کراتے ہوئے کہا کہ خاموش رہو یقینا اس نے بھی لغو کیا اور جس نے تسبیح کے دانوں سے یا موبائل فون یا کسی اور چیز سے کھیلتا رہا یقینا اس نے لغو کیا۔

کسی بھی صورت میں جمعہ کے آداب کے بارے میں کوتاہی کرنا درست نہیں ہے تاکہ آپ اس عظیم ثواب سے محروم نہ ہوں، جس سے آپ کا میزان بہت بھاری ہوگا اور آپ کو کئی سال کا ثواب عطا ہوگا۔

[42] مسند احمد-الفتح الربانی- 55/19، ترمذی 496، ابوداود کے الفاظ ہیں 345، نسائی 1381، ابن ماجہ 1087، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 6405 میں صحیح کہا۔

(9) اللہ کے راستے میں ایک دن ورات کا پہرا دینا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: (رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ). ''ایک دن ورات کا پہرا دینا ایک مہینے کے صیام و قیام سے بہتر ہے، اگر وہ اسی حال میں مر گیا تو اس کا وہ نیک عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا، اور اس پر اس کی جنت کی روزی جاری رہے گی اور آزمائش میں ڈالنے والی چیز سے وہ محفوظ رہے گا''۔ [بخاری ۲۸۹۲، مسلم ۱۹۱۳]

آزمائش میں ڈالنے والوں سے مراد قبر کی آزمائش ہے۔

(10) سونے سے پہلے قیام اللیل کا ارادہ کر کے سو جانا

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَقُومَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ حَتَّى أَصْبَحَ كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ) ''جو اپنے بستر پر اس حال میں آئے کہ وہ رات میں بیدار ہو کر قیام کرنے کی نیت کرتا ہو پھر اس پر اس کی آنکھیں غالب آ جائیں (یعنی وہ نیند سے بیدار نہ ہو سکا) یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو اس نے جو (ثواب پانے کی) نیت کی وہ اس کے لئے لکھا جائے گا اور اس کی نیند اس کے رب کی طرف سے اس کے لئے صدقہ ہو گی''[43]۔

---

[43] نسائی 1787، ابن ماجہ 1344 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع میں 5941 حسن کہا۔

آپ نے نیت کی اہمیت کو دیکھا اور یہ بھی کہ اس کا مقام عمل کے برابر ہے؟ اِس سے ہم اس شخص کی خطرناکی کو پہچانیں جو سو جاتا ہے اس حال میں کہ فجر کی نماز اُس کے وقت میں ادا کرنے کی نیت نہیں کرتا، وہ الارم اپنی ڈیوٹی، یا مدرسے کے وقت پر سیٹ کر کے رکھتا ہے، پس ایسا انسان کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے اگر وہ اسی حال میں مر جائے گا تو برا خاتمہ ہوگا- اللہ اس سے بچائے! اور جو شخص نماز فجر کے لئے اٹھنے کی نیت کیا ہو اور اس کے لئے سارے اسباب اختیار کیا ہو پھر نہ اٹھ پایا تو اس پر کوئی ملامت نہیں ہے اس لئے کہ اس نے سوتے وقت کوئی کوتاہی نہیں کی ہے، کوتاہی جاگنے میں ہوئی ہے۔

(11) آپ ان چیزوں کی تعلیم دوسروں کو دیں جن کا ثواب قیام اللیل کے برابر ہے

یقیناً آپ ان اعمال کی تعلیم دوسروں کو دیں جن کا ثواب قیام اللیل کے برابر ہے، یہ ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے آپ قیام اللیل کا ثواب پائیں گے، نیکی بتلانے والا کرنے والے کی طرح ہے، پس آپ نیکی کے داعی بنیں، اور ان معلومات کو پھیلائیں تو آپ اسی قدر ثواب پائیں گے جس قدر لوگ آپ سے سیکھیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

ساتواں عمل: قرآن حفظ کرنا اور بہت زیادہ اس کی تلاوت کرنا

جن امور سے مومن کا ترازو بھاری ہوگا ان میں سے ایک: اللہ کی کتاب کو حفظ کرنا ہے، جس کی وجہ سے بار بار دہرانے اور ہمیشہ پڑھنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ اور ہم میں سے کسی پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ مشہور قاریوں

میں سے ایک حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں جن کی تعریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ). ''جو چاہتا ہے کہ قرآن کو ویسا ہی تروتازہ پڑھے جیسا کہ نازل ہوا تو ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود) کی طرح پڑھے''[44]۔

یہ بزرگ صحابی جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی کہ ان کی پنڈلی قیامت کے دن جب تولی جائے گی احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہو گی تو آپ کا کیا خیال ہے کہ باقی اعضاء جسم کا کس قدر وزن ہو گا؟ حقیقی علم تو اللہ کے پاس ہے لیکن یہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب کے حافظ تھے اور بہت زیادہ اس کی تلاوت کرتے تھے، اور یہ ایمان کو بڑھاتا اور ترازو کو وزنی بنا دیتا ہے، جس نے اللہ عزوجل کا کلام حفظ کیا تو وہ قرآن والوں میں سے ہوا جو اللہ والے اور اس کے خاص بندوں میں سے ہیں۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے پیلو کے درخت سے مسواک کاٹ کر لاتے تھے اور ان کی پنڈلیاں پتلی تھیں، جنہیں دیکھ کر لوگ ہنس پڑے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا چیز تمہیں ہنسا رہی ہے؟ ان کی پتلی پنڈلیاں؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ دونوں پنڈلیاں ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں[45]۔

---

[44] ابن ماجہ 138 کے الفاظ اور شیخ البانی نے صحیح الجامع 5961 میں صحیح کہا۔

[45] رواہ ابن حبان واللفظ لہ 7069، حاکم 5385، بخاری ادب المفرد میں 237، طبرانی کبیر 8452، ابو یعلی 5310 اور شیخ البانیؒ نے سلسلہ صحیحہ 2750 میں صحیح کہا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات پہنچی کہ قرآن سے ان کی محبت اور اس کی تلاوت اس قدر تھی کہ وہ اس کی وجہ سے نفل روزے نہیں رکھ پاتے تھے، ذرا غور تو کریں ہم نے وقت کو کن کاموں میں مشغول کیا ہوا ہے؟

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نفل روزے کم رکھا کرتے تھے، اور کہتے: کہ وہ میرے تلاوت قرآن میں رکاوٹ بنتا ہے، اور قرآن کی تلاوت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ تلاوت قرآن نفل روزوں سے افضل ہے اس پر سفیان ثوری و دیگر ائمہ کا نص موجود ہے۔ [لطائف المعارف لحافظ ابن رجب صفحہ 147]

کیا آپ کو نہیں پتہ کہ قرآن کریم قیامت کے دن سب سے بڑا سفارشی ہوگا؟ وہ آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف حجت بنے گا؟ وہ آپ کے حق میں یا آپ کے خلاف سفارش کرے گا؟ آج ہی اس کی صحبت اختیار کرنے میں جلدی کریں، قیامت کے دن کا وہ بہت اچھا ساتھی ہے۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿ يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ، يَقُولُ لِصَاحِبِهِ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ أَنَا الَّذِي كُنْتُ أُسْهِرُ لَيْلَكَ، وَأُظْمِئُ هَوَاجِرَكَ، وَإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهِ، وَأَنَا لَكَ الْيَوْمَ مِنْ وَرَاءِ كُلِّ تَاجِرٍ، فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِينِهِ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسَى وَالِدَاهُ حُلَّتَانِ، لَا يَقُومُ لَهُمَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، فَيَقُولَانِ: يَا رَبِّ، أَنَّى لَنَا هَذَا؟ فَيُقَالُ لَهُمَا: بِتَعْلِيمِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ، وَإِنَّ صَاحِبَ الْقُرْآنِ يُقَالُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اقْرَأْ، وَارْقَ فِي الدَّرَجَاتِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ مَعَكَ﴾ "قرآن قیامت کے دن رنگ اڑے ہوئے آدمی کی طرح آئیگا، اپنے ساتھی (قرآن پڑھنے والے) سے کہے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں ہی

ہوں جو تجھے راتوں میں جگائے رکھتا اور دنوں میں پیاسا رکھتا تھا، یقیناً ہر تاجر اپنی تجارت میں منہمک ہوتا ہے اور آج میں تیرے لئے ہر تاجر سے بڑھ کر آگے رہوں گا، چنانچہ اس کے دائیں ہاتھ میں ملک، بائیں ہاتھ میں خلد دیا جائیگا، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائیگا اور اس کے والدین کو دو کپڑے پہنائے جائیں گے، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ سب مل کر بھی ان (دو کپڑوں کے برابر نہیں ہونگے)، چنانچہ وہ کہیں گے: اے پروردگار! یہ کیوں کر ہمیں پہنایا گیا؟ تو ان دونوں سے کہا جائے گا: تمہارا اپنی اولاد کو قرآن سکھلانے کی وجہ سے، جبکہ خود صاحب قرآن (حافظ و عالم باعمل) سے قیامت کے دن کہا جائیگا: پڑھتا جا، درجات چڑھتا جا، جیسے دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا ویسے تلاوت کرتا جا، بے شک تیری آخری منزل وہاں ہوگی جہاں تک تیرے پاس آخری آیت ہوگی"[46]۔

آٹھواں عمل: صدقہ

صدقہ اللہ کے قریب کرنے والے اعمال میں سب سے افضل ہے جس کا ثواب بندہ اپنے رب کے پاس پاتا ہے، نیز یہ ان اعمال میں سے ہے جن کا ثواب اللہ تعالیٰ اسی قدر نہیں بلکہ بڑھا کر دیتا ہے اور یہ ترازو کو بہت زیادہ بھاری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾ "اللہ

[46] مسند احمد –الفتح الربانی- 12/18، ابن ماجه 3781، دارمی 3391، طبرانی اوسط کے الفاظ ہیں 5764، بیہقی، ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیہ 66/4 میں حسن کہا، سیوطی نے البدور السافرہ فی امور الآخرہ 231 میں صحیح کہا اور شیخ البانیؒ نے السلسلہ الصحیحہ 2829 میں ان کی موافقت کی۔

سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ ہر ناشکرے، گناہ گار کو پسند نہیں فرماتا"۔[البقرة:٢٧٦]

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ). "جو کوئی کھجور برابر چیز صدقہ کرتا ہے اپنی پاک کمائی سے —اللہ پاک کمائی کے سوا دوسرا قبول نہیں کرتا- بے شک اللہ تعالی اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر اس کو اس (صدقہ کرنے والے) کے لئے پالتا جیسے تم میں سے کوئی گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہوتا ہے"[47]۔

اسی لئے آپ ایک ریال کو بھی حقیر نہ جانیں، اس کو آپ اپنے ہی لئے بطور صدقہ نکال رہے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالی اسے آپ کے لئے بڑھائے گا اور آپ قیامت کے دن اس کو اسی قدر ہرگز نہیں پائیں گے۔ بعض لوگ جب ان سے صدقہ طلب کیا جاتا ہے اور ان کے پاس بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے تو وہ اس تھوڑے کو پیش کرنے میں شرماتے ہیں، صدقہ کرنے سے رُک جاتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ جو کچھ وہ پیش کرتے ہیں عنقریب رب عزوجل بڑھاتا ہے اور کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جو کھجور کے برابر تھا پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

---

[47] مسند احمد – الفتح الربانی- 44/9، بخاری کے الفاظ ہیں 1410، مسلم 1014، ترمذی 661، نسائی 2525، ابن ماجہ 1842۔

اسی لئے (صدقہ میں) کوتاہی کرنے والے کی موت کے وقت یہی تمنا ہوگی کہ اس کو مہلت دی جائے تاکہ وہ صدقہ کرلے، شاید اسے اس وقت صدقہ کے ثواب کی عظمت کا یقین ہوتا ہوگا یا اس میں کوتاہی کرنے والے کو دیئے جانے والے بڑے عذاب کا پتہ چلتا ہوگا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [المنافقون:١٠]

"اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں"۔

چنانچہ بہت زیادہ صدقہ کرتے رہو، بے شک آپ کا حقیقی مال وہ ہے جو تم نے صدقہ وخیرات کرکے آگے بھیج لیا اور جو اپنی موت کے بعد پیچھے چھوڑ دیا وہ دوسروں کا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: بے شک قیامت کا دن حسرتوں والا دن ہے اور یقیناً سب سے بڑی حسرت کل آنے والے دن یہ ہوگی کہ تم میں سے کوئی اپنا مال کسی دوسرے کے ترازو میں دیکھے، کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیسے ہوگا؟ اللہ نے ایک آدمی کو مال دیا، اور حقوق اللہ کے مختلف مدوں میں خرچ کرنے کا حکم دیا، اس نے بخیلی کی (خرچ نہ کیا اور مر گیا تو اس کا) وارث اس مال کا وارث بن گیا، تو اس طرح وہ (بخیل)

اس مال کو دوسروں کے ترازو میں دیکھے گا۔ہائے افسوس! اسے ایسے ٹھوکر لگے گی جو مندمل نہ ہو اور ایسی توبہ ہو گی جو کبھی قبول نہ ہو[48]۔

صدقہ کے معاملے میں اخلاص سے کام لو اور اس پر شکریہ کے منتظر نہ رہو تاکہ آپ کے خلوص نیت سے آپ کا اجر زیادہ ہو۔ عون بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب آپ کسی مسکین کو کچھ دیں اور اس پر وہ آپ سے کہے: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ (اللہ آپ کو اس میں برکت دے) تو آپ بھی اسے جوابا کہیں: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ تاکہ آپ کا صدقہ آپ کے لئے خالص ہو[49]۔

افضل صدقات

افضل صدقہ جس کا ثواب بڑھ کر ملے گا یہ ہے کہ آدمی بیماری اور موت کے قریب پہنچنے سے پہلے پہلے حالت تندرستی میں صدقہ کرے، اور اس حال میں کہ وہ اس سے بے پرواہ ہو، اس کے نکالنے سے وہ فقیر نہ ہو جائے یا کم مال والا شخص اپنی طاقت کے مطابق صدقہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسا صدقہ سب سے بڑھ کر اجر والا ہے؟ آپ نے فرمایا: (أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الغِنَى، وَلاَ تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الحُلْقُومَ، قُلْتَ لِفُلاَنٍ كَذَا، وَلِفُلاَنٍ كَذَا وَقَدْ

---

[48] حلية الاولياء وطبقات الاصفياء: ابو نعيم 145/2

[49] مذکورہ حوالہ 253/4

كَانَ لِفُلَانٍ) ”کہ تم صدقہ کرو اس حال میں کہ تم تندرست ہو، مال کے خواہشمند ہو، فقیری کا ڈر ہو مالداری کی امید ہو، اور اتنی تاخیر نہ کرو کہ روح حلق تک پہنچ جائے تب کہو کہ فلاں کے لئے اتنا ہے، فلاں کے لئے اتنا ہے، جب کہ وہ فلاں کا ہو چکا ہے“[50]۔

اسی لئے میمون بن مہران رحمہ اللہ نے کہا: میں اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کروں یہ میرے لئے اس بات سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میرے موت کے بعد میری طرف سے سو درہم صدقہ کئے جائیں[51]۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ) ”بہترین صدقہ وہ ہے جو تونگری (بے نیازی) کے بعد ہو، خرچ کرنے کی ابتداء اُن سے کر جن کے دیکھ بھال کا ذمہ دار تو ہے“[52]۔

یعنی افضل صدقہ وہ ہے کہ صدقہ کرنے والا اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اس قدر بچا کر رکھے جو ان کے لئے کافی ہو، ایسا نہ ہو کہ صدقہ کرنے کے بعد وہ خود دوسروں کا محتاج ہو جائے۔

---

[50] مسند احمد –الفتح الربانی- 181/18، بخاری کے الفاظ ہیں 1419، مسلم 1032، ابو داود 2865، نسائی 3611، ابن ماجہ 2706۔

[51] حلية الاولياء و طبقات الأصفياء: ابو نعیم 87/4

[52] نسائی کے الفاظ ہیں 2526، ابوداود 1449، ابن حبان 3346، ابن خزیمہ 2444، حاکم 1509 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 1318 میں صحیح کہا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ نے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ قَالُوا وَكَيْفَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلَى عُرْضِ مَالِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا) ''ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت کر گیا''، لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کے پاس دو ہی درہم تھے اس نے ان میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا، ایک دوسرا آدمی اپنے مال کے بھنڈار کی طرف چلا، چنانچہ اس میں سے ایک لاکھ درہم نکالا پھر اسے صدقہ کر دیا''[53]۔

جہاں تک اس صدقہ کے فوائد کا تعلق ہے تو وہ موقع و مناسبت کے اعتبار سے مختلف ہوتے رہتے ہیں، جس قدر لوگوں کی ضرورت زیادہ ہو گی اسی قدر ثواب زیادہ ہو گا۔

جب لوگوں کو پانی کی ضرورت تھی، کسی نے رسول اکرم ﷺ سے سب سے افضل صدقے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے پانی پلانے کو سب سے افضل کہا۔ جس وقت مجاہدین مالی مدد کے محتاج تھے کسی نے افضل صدقے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید کی۔

عقلمند مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ ہر موسم میں فقراء کی اشد ضروریات کا پتہ لگائے اور انہیں ان کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کرے تاکہ اس کا ثواب اسے زیادہ ملے اور اس کا ترازو بھاری ہو۔

---

[53] مسند احمد-المسند- 8710، نسائی 2527، حاکم 1519، ابن حبان 3347، ابن خزیمہ 2443 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 3606 میں حسن کہا۔

نواں عمل: وہ اعمال جن کا ثواب محتاجوں پر صدقے کے برابر ہے

کچھ ایسے اعمال صالحہ جن کے کرنے والوں کو محتاجوں پر صدقہ کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا، ان میں سے اہم یہ ہیں:

(1) قرضِ حسنہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً) "جو بھی مسلمان کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دیتا ہے تو وہ ایک مرتبہ صدقہ کرنے کے برابر ہے"[54]۔

انہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (إِنَّ السَّلَفَ يَجْرِي مَجْرَى شَطْرِ الصَّدَقَةِ) "یقیناً قرض دینا صدقہ کے آدھے مقام کو پہنچتا ہے"[55]۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے کہ میں دو مرتبہ قرض دوں یہ بات مجھے اس کے ایک مرتبہ صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے[56]۔

(2) تنگ دست قرض دار کو مہلت دینا

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِهِ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ

---

[54] ابن ماجہ کے الفاظ ہیں 2430، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 5769 میں صحیح کہا۔
[55] مسند احمد-الفتح ..- 83/15 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 1640 میں صحیح کہا۔
[56] بیہقی شعب الایمان 3560۔

بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ) ''جو کسی تنگ دست کو قرض کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے تک مہلت دیتا ہے اس کو ہر دن اس (قرض) کے برابر صدقہ (کرنے کا اجر ملتا) ہے، جب ادائیگی کا وقت آجائے (اور وہ نہ ادا کر سکے اس پر) پھر اسے مہلت دے تو اس کو ہر دن کے بدلے اُس کا دگنا صدقہ (کرنے کے برابر اجر ملتا) ہے''[57]۔

دسواں عمل: اہل و عیال پر خرچ کرنا اور ان پر تنگی نہ کرنا

جان لو کہ اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر اللہ کے پاس محتاجوں پر صدقہ کرنے کے اجر سے زیادہ عظیم ہے، اس لئے کہ اہل عیال پر خرچ کرنا واجب ہے جبکہ محتاجوں پر صدقہ کرنا مستحب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ) ''ایک وہ دینار ہے جسے تو اللہ کے راستے (جہاد) میں خرچ کرے، ایک وہ دینار ہے جو کسی گردن (کے آزاد کرانے) میں خرچ کرے اور ایک وہ دینار ہے جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرے اور ایک وہ دینار ہے جو تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ ان میں سب سے زیادہ اجر اس دینار میں ہے جو تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے''[58]۔

---

[57] مسند احمد-الفتح الربانی- 97/15، ابن ماجہ 2418، حاکم 2225، بیہقی 10758 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 6108 میں صحیح کہا۔

[58] مسند احمد- الفتح الربانی- 57/17، مسلم کے الفاظ ہیں 996۔

بہت سے لوگ اپنی اولاد اور بیوی پر خرچ کرنے میں بخیلی کرتے ہیں اور ان پر خرچ کرنے میں تنگی سے کام لیتے ہیں، جبکہ آپ اسے دیکھیں گے کہ وہ فقراء و مساکین پر احسان کرنے والا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرنے والا ہوتا ہے، اس کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا یہ کام اللہ کے نزدیک اس کے ماتحت لوگوں پر خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ اس کے اس غلط تصرف کی وجہ سے کئی طرح کے خاندانی مشاکل جنم لیتے ہیں اور ازدواجی تعلقات میں بے چینی و خرابی نیز اس کے اہل و اولاد کے دلوں میں اس کے خلاف بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے، بلکہ اس کے مرنے کی تمنا بھی کر سکتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص < سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ)" انسان کے گنہگار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جن کی روزی کا وہ ذمہ دار ہو ان (کے حقوق) کو ضائع کردے (یعنی ان کے نان نفقہ میں کوتاہی کرے)"[59]۔

یقیناً جو مسلمان اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے کے ثواب کو محسوس کرے گا اور اللہ کے پاس اس کا ثواب پانے کی امید رکھے گا وہ اپنی زندگی کو اپنے اہل خانہ میں باسعادت، محبت اور تعاون سے بھرپور اور پر رونق بناتا ہے، اس لئے کہ وہ محسوس کرتا ہے کہ جو کچھ وہ خرچ کر رہا ہے اس کے نیکیوں کے ترازو میں صدقہ لکھا جا رہا ہے بلکہ عام صدقات سے افضل ہے۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ

[59] مسند احمد — الفتح الربانی - 57/17، مسلم 996، ابوداود کے الفاظ ہیں 1692۔

صَدَقَةٌ) ''جب ایک آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہوئے نیکی کی امید رکھتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے''[60]۔

کیا آپ وہ کام نہیں کریں گے جیسے عرباض بن ساریہ ﷛ نے کیا تھا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَقَى امْرَأَتَهُ مِنَ الْمَاءِ أُجِرَ) ''بے شک آدمی جب اپنی عورت کو پانی پلاتا ہے اس پر اجر ملتا ہے''[61]۔ کہتے ہیں: چنانچہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے پانی پلایا، اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث سنائی۔

گیارھواں عمل: لیلۃ القدر کا قیام

لیلۃ القدر کے قیام کا ثواب ہزار مہینوں کے قیام سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ [القدر:۳] ''شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے''۔ غور کیجئے کہ اللہ عزوجل نے کس طرح اپنی کتاب میں اس کے ثواب کے ذکر کا ذمہ لیا، بلکہ چھوٹی سورتوں کے ضمن میں اسے ذکر فرمایا تاکہ ہر چھوٹا بڑا اسے حفظ کرلے اور اس پر وہ تربیت پائے۔

---

[60] مسند احمد-الفتح الربانی- 58/17، بخاری کے الفاظ ہیں 55، مسلم 1002، ترمذی 1965، نسائی 2545، ابن ماجہ 2138، ابن حبان 4239، حاکم 2311، بیہقی 20921 اور بخاری الادب المفرد میں 749۔

[61] مسند احمد-الفتح الربانی- 223/16، طبرانی کبیر 646 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب والترھیب 1963 میں حسن کہا۔

بارھواں عمل: بازار میں داخلے کی دعا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو بازار میں داخل ہوتے وقت درجہ ذیل دعا پڑھے اللہ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا، اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیگا اور اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیگا"[62]۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کے لئے تعریف ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے وہ زندہ ہے مرتا نہیں، اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے)۔

تصور تو کرو ایک ملین (دس لاکھ) نیکیاں آپ کے ترازو میں رکھی جائیں گی، اس سے بڑھ کر ایک ملین گناہ دوسرے پلڑے سے کم کر دیئے جائیں گے، تب تو کوئی شک نہیں کہ یہ آپ کے ترازو کو بہت زیادہ بھاری کریں گے۔

جب ہمیں بعض صالحین کے بارے میں یہ خبر ملتی ہے کہ وہ اس ثواب کو پانے کے بڑے حریص تھے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ انہیں کچھ ضرورت بھی نہیں ہوتی پھر بھی صرف اس دعا کے پڑھنے کے لئے بازار جاتے اور پھر واپس ہوا کرتے شاید یہ عمل ان کے ترازو کو بھاری کر دے، جیسے محمد بن واسع رحمہ اللہ نے کہا: میں مکہ آیا

---

[62] مسند احمد-الفتح الربانی- 256/14، ترمذی 3429، ابن ماجہ کے الفاظ ہیں 2235، دارمی 2692، حاکم 1976 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 6231 میں حسن کہا۔

وہاں اپنے بھائی سالم عبداللہ سے ملاقات کی تو انہوں نے اپنے باپ سے، اپنے دادا سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اوپر مذکورہ حدیث بیان کی) پھر فرمایا: میں خراسان آیا قتیبہ بن مسلم سے ملاقات کی تو میں نے کہا: یقیناً میں آپ کے لئے ہدیہ لے آیا ہوں پھر وہ حدیث بیان کی، چنانچہ وہ اپنی سواری پر سوار ہوتے بازار آتے کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھتے پھر لوٹ جاتے۔ [سنن دارمی 2692]۔

تیرھواں عمل: اللہ عزوجل کا ذکر

مختلف قسموں سے اللہ تعالی کا ذکر ترازو کو بھاری کرتا ہے، بعض اذکار و تسبیحات کے متعلق کئی احادیث آئی ہوئی ہیں جن کا ترازو میں اچھا خاصہ وزن ہو گا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ہمارے ساتھ شفقت و مہربانی دیکھیں کہ آپ نے ہمیں ان آسان اذکار کی خبر دی تاکہ ہم ان پر جمے رہیں، ان سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں، اپنی نیکیاں بڑھائیں، ترازو بھاری کریں اور اپنی پریشانیاں کم کریں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

[1] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ الله العَظِيمِ) "دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں اور ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم"۔ [بخاری 6406، مسلم 2694]

بہت سے لوگ ان دو کلمات کی فضیلت کو جانتے ہیں لیکن کم لوگ ہیں جو ان کو دہراتے ہیں کہ ان کا ترازو بھاری ہو، (بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ) انہیں وہ کلمات اس وقت یاد آتے ہیں جب کسی ثقافتی مقابلہ (کلچرل کامپٹیشن) وغیرہ میں یہ سوال کیا جائے۔

[2] حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لله تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ الله وَالْحَمْدُ لله تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...) ''پاکی صفائی آدھا ایمان ہے، الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں آسمانوں اورزمین کے درمیان کے خلاء کو بھر دیتے ہیں...'' ۔[مسلم کے الفاظ ہیں 223، ترمذی 3517، ابن ماجہ 280]۔

[3] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ قَالَ: حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ، مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ) ''جو شخص صبح وشام سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے، قیامت والے دن اس سے افضل کوئی شخص نہیں آئے گا، مگر وہ شخص جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ یہ کلمات کہے''[63]۔

[4] حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، مِائَةَ مَرَّةٍ، قَبْلَ أَنْ يَثْنِيَ رِجْلَيْهِ، كَانَ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلَ أَهْلِ الْأَرْضِ عَمَلًا، إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، أَوْ زَادَ عَلَى مَا قَالَ) ''جو شخص صبح کی نماز کے بعد اپنے دونوں پیر موڑنے سے پہلے سو مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

---

[63] مسند احمد-الفتح الربانی- 240/14، مسلم کے الفاظ ہیں 2692، ترمذی 3469، ابو داود 5091، ابن حبان 860 اور نسائی کبری 10403۔

کہے، اس دن وہ شخص عمل کے اعتبار سے زمین والوں میں سب سے افضل ہے، سوائے اس کے جس نے اس کی طرح کہا یا اس سے زیادہ کہا''[64]۔

[5] حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص < سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ [مائة إذا أصبح ، ومائة إذا أمسى] لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَمْ يَسْبِقْهُ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَمْ يُدْرِكْهُ أَحَدٌ كَانَ بَعْدَهُ إِلَّا مَنْ عَمِلَ أَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ) ''جو شخص دن میں دو سو مرتبہ [صبح سو مرتبہ اور شام سو مرتبہ] لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے تو جو ثواب میں اس سے پہلے تھا وہ اس سے آگے نہ بڑھ سکے گا اور جو اس کے بعد تھا وہ اس کو پا نہیں سکے گا سوائے اس شخص کے جس نے اس سے بڑھ کر افضل عمل کیا ہو''[65]۔

[6] حضرت ابو سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ للهِ وَاللهُ أَكْبَرُ وَالْوَلَدُ الصَّالِحِ يُتَوَفَّى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ) ''پانچ چیزیں بہت ہی خوب اور ترازو میں کیا ہی وزنی ہیں: لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور کسی مسلمان کا نیک لڑکا وفات پاتا ہے تو وہ اس موقعہ پر اللہ سے ثواب کی امید کرتا ہے''[66]۔

---

[64] طبرانی اوسط اور شیخ البانی نے صحیح الترغیب و الترہیب 476 میں حسن کہا
[65] مسند احمد ـ الفتح الربانی- 215/14، اور شیخ البانی الصحیحہ 2762 میں صحیح کہا۔
[66] مسند احمد ـ الفتح الربانی- 195/19، والنسائی الکبری 9923، وصحیح ابن حبان 833 اور شیخ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب 2009 میں صحیح کہا۔

[7] حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ نَبِيَّ اللهِ نُوحًا عَلَيْهِ الصلاة والسلام لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِابْنِهِ إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ وَأَنْهَاكَ عَنْ اثْنَتَيْنِ آمُرُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَإِنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِي كِفَّةٍ وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فِي كِفَّةٍ رَجَحَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ) ''اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی وفات کے موقعہ پر اپنے بیٹے سے کہا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں؛ میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے روکتا ہوں؛ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں، بے شک ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا''[67]۔

[8] حضرت جویریہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح سویرے ہی صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے جب کہ ابھی وہ اپنی جائے نماز میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں، پھر آپ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس آئے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں، آپ نے فرمایا: تم اسی حالت میں ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے، اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو تو وہ ان پر وزن میں بھاری ہونگے (اور وہ یہ ہیں) (سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا

[67] مسند احمد – الفتح الربانی- 225/19، نسائی سنن کبری میں 10668، حاکم 154، بزار، شیخ البانیؒ نے سلسلہ صحیحہ 134 میں صحیح کہا۔

نَفسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)[ترجمہ: ہم اللہ کی پاکیزگی اور حمد کرتے ہیں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضامندی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی یا کثرت کے برابر]"[68]۔

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں تمہارے پاس سے گیا تو چار کلمات تین دفعہ کہا، وہ زیادہ ہیں، جھکے ہوئے ہیں (ترازو میں) زیادہ وزنی ہیں ان کلمات سے جو تم نے کہے ہیں: (سُبْحَانَ الله عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ الله رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ الله زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ الله مِدَادَ كَلِمَاتِهِ)

[9] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ایک راستے سے چلے جارہے تھے کہ آپ ایک پہاڑ سے گزرے جس کو جُمدان کہا جاتا ہے، آپ نے فرمایا: (سِيرُوا هَذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ قَالُوا: وَمَا الْمُفَرِّدُونَ؟ يَا رَسُولَ الله قَالَ: الذَّاكِرُونَ اللهَ كَثِيرًا، وَالذَّاكِرَاتُ) "چلتے جاؤ یہ جمدان ہے، مفرِّدون سبقت لے گئے، صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! مفردون سے مراد کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں"۔

ترمذی کی روایت میں ہے صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! مفردون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے والے لوگ، ذکر ان کے بوجھوں کو اتار دے گا، چنانچہ وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے[69]۔

---

[68] مسند احمد-الفتح الربانی- 223/14، مسلم کے الفاظ ہیں 2726، ترمذی 3555، ابوداود 1503، نسائی 1352، ابن ماجہ 3808 اور ابن حبان 828۔

[10] ام ہانی بنت ابو طالب ؓ کہتی ہیں: ایک بار اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بوڑھی و کمزور ہو گئی ہوں، چنانچہ مجھے ایسا عمل بتلائیے جو میں بیٹھے بیٹھے کر سکوں؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: (سَبِّحِي اللهَ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِينَهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاحْمَدِي اللهَ مِائَةَ تَحْمِيدَةٍ، فإنها تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ، تَحْمِلِينَ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَكَبِّرِي اللهَ مِائَةَ تَكْبِيرَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِي اللهَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ، قَالَ ابْنُ خَلَفٍ: أَحْسِبُهُ قَالَ، تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَلَا يُرْفَعُ يَوْمَئِذٍ لِأَحَدٍ مِثْلُ عَمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِ مَا أَتَيْتِ بِهِ) ''سو بار سبحان اللہ کہو، یہ تمہارے لئے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے سو غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور سو بار الحمد للہ کہو، یہ تمہارے لئے زین کسے ہوئے سو گھوڑوں کے برابر ہے جنہیں تم اللہ کے راستے میں دے رہی ہو۔ سو بار اللہ اکبر کہو، یہ تمہارے لئے قلادہ پہنائے ہوئے مقبول سو اونٹوں کے برابر ہے۔ سو بار لا الہ الا اللہ کہو، ابن خلف نے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: آسمان و زمین کے درمیانی خلاء کو بھر دیگا، اور اس دن آپ کے عمل سے بڑھ کر افضل عمل کسی اور کا نہیں اٹھایا جائے گا سوائے اس کے جس نے وہی کیا جو آپ نے کیا[70]۔

---

[69] مسند احمد- الفتح الربانی- 204/14، مسلم 223، ترمذی 3517، ابن ماجہ 280، دارمی 653، ابن حبان 858 اور حاکم 1823۔

[70] مسند احمد- الفتح الربانی – 217/14، ابن ماجہ 3810، نسائی کبری 10680، حاکم 1893، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب و الترھیب 1553 میں حسن کہا۔

اسی لئے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جب حدیث کا درس نہیں دیتے یا کسی اور کام میں مشغول نہ ہوتے تو بہت زیادہ اللہ کی تسبیح ان الفاظ میں بیان کرتے: سبحان اللہ العظیم۔ [جامع العلم والحکم: ابن رجب 517/2]

چودھواں عمل: وہ اعمال جن کے کرنے والوں کے لئے اللہ عزوجل کی کتاب میں عظیم یا بڑے اجر کا وعدہ کیا گیا

یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیک اعمال بجالانے والے اپنے مومن بندوں کے لئے عموماً قیامت کے دن عظیم اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴾[المائدة:٩]

''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں ان کے لئے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے''۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴾ [الإسراء:٩]

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا ثواب بیس لاکھ تک بڑھا کر دیتا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾
''بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دوگنی کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے''۔[النساء:٤٠]

نیز فرمایا: جب اللہ کہتا ہے ﴿ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ تو اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

سید قطب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾[الفتح:١٠] ''اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجر دے گا'' کی تفسیر میں کہا: اسی طرح مطلق بیان ہوا ہے کہ بہت بڑا اجر ہے، اس کی کوئی تفصیل کوئی تحدید بیان نہیں ہوئی ہے، یہ وہ اجر ہے جس کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ وہ عظیم ہے، وہ عظیم اللہ کے حساب سے ہے، اس کے ترازو میں ہے یہ وہ بیان اور وصف ہے جس کا صحیح تصور زمین والے نہیں کر سکتے ہیں، جو خود کمی والے، قصوروار ہیں (باکمال نہیں ہیں)، محدود دائرہ میں رہنے والے، فنا ہونے والے ہیں۔[فی ظلال القرآن : سید قطب 3320/6]

یقیناً اللہ عزوجل نے بعض ان اعمال کا اپنی کتاب میں جو ذکر فرمایا تو وہ ان کاموں کے کرنے کی ترغیب اور ان کی طرف آگے بڑھنے کے لئے ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان جیسے اعمال جن کے ثواب کی توصیف عظیم و کبیر سے کی ہے، یہ حق رکھتے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے، بہت زیادہ کیا جائے اس لئے کہ ان کا وزن ترازو میں بہت بھاری ہوگا جیسے کلمہ توحید کا وزنی ہونا۔ ان اعمال میں سے کچھ یہ ہیں:

(1) اللہ، اس کی کتابوں اور آخرت کے دن پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء:١٦٢]

"لیکن ان میں سے جو کامل اور مضبوط علم والے ہیں اور ایمان والے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور نمازوں کو قائم رکھنے والے ہیں اور زکاۃ ادا کرنے والے ہیں اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بہت بڑے اجر سے نوازیں گے"۔

بے شک ترازو میں انسان کا وزن اسی قدر بھاری ہوگا جس قدر اس کا دل اللہ عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان سے اور جو کچھ رسول ﷺ لے آئے ہیں اس کی تصدیق سے لبریز ہوگا، ایسا نہ کہ گوشت وچربی سے بھرا ہوا جسم۔

اسی لئے ترازو میں ہلکا پھلکا، دبلا پتلا آدمی وزنی ہوگا جبکہ بہت موٹا تازہ آدمی وزنی نہ ہوگا، اس لئے کہ پہلے والا آدمی اللہ پر مضبوط ایمان لئے ہوئے ہوگا جبکہ دوسرا ایمان سے خالی ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ "بے شک قیامت کے دن بڑا ہی موٹا بھاری بھرکم شخص

آئے گا جس کا اللہ کے پاس مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا، پڑھو: ہم قیامت کے دن ان کا وزن ہی قائم نہیں کریں گے "[71]۔

اور حضرت ابن مسعود ﷛ کے دبلی پتلی پنڈلیوں کا واقعہ جو گزر چکا اس بات کی دوسری دلیل ہوگی کہ ایمان ترازو میں بھاری ہوگا۔

نبی ﷺ کے بعد ساری امت میں حضرت ابو بکر صدیق ﷛ کی فضیلت کا راز بھی ان کے پختہ ایمان اور نبی ﷺ کی تعلیمات کی بغیر کسی شک و تردد کے تصدیق کرنے کی وجہ سے ہی ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کا لقب صدیق رکھا اس لئے کہ انہوں نے آپ سے سننے سے پہلے ہی واقعہ اسراء و معراج کی تصدیق کی۔

(2) صدقہ کرنا، نیکی کا حکم دینا اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنا

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ "ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقینا بہت بڑا ثواب دیں گے"۔[النساء:١١٤]

صدقہ کی فضیلت کا ذکر آٹھویں عمل میں گزر چکا ہے۔

---

[71] بخاری 4729، مسلم کے الفاظ ہیں 2785، طبرانی اوسط 192، مسند احمد – الفتح الربانی – 148/14، ترمذی 3165، شیخ البانیؒ نے صحیح ترمذی 2531 میں صحیح کہا۔

جہاں تک نیکی کے حکم کی بات ہے تو اس سے مراد سارے ہی نیکی کے کام ہیں۔ ڈاکٹر عبدالعزیز المسعود نے کہا: ہر وہ چیز جس کا شارع نے حکم دیا عقیدے، قول، فعل یا اقرار' چاہے وہ واجب ہو یا مسنون ہو یا مباح اسے معروف کہا جاتا ہے[72]۔

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ چیزیں بکثرت کرو جنہیں آگ نہ چھوئے، پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو فرمایا: معروف[73]۔

لوگوں کے درمیان اصلاح کی جو بات ہے تو یقینا نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ اس کا ثواب نفل روزوں، نماز و صدقات سے بہتر و عظیم ہے۔ جیسے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟» قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ» "کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں وہ چیز جو درجات میں روزے، نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ افضل ہے؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتلائیے اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: آپسی اصلاح، (کیونکہ) آپسی بگاڑ مونڈھ دینے والی ہے"[74]۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: (يَا أَبَا أَيُّوبَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى صَدَقَةٍ يُحِبُّهَا اللهُ وَرَسُولُهُ؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَبَاغَضُوا،

---

[72] الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وأثرهما في حفظ الأمة: للدكتور عبد العزيز المسعود 47/1

[73] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: ابو نعيم 371/3

[74] مسند احمد- الفتح الربانی- 106/15، ابوداود 4919 کے الفاظ، ترمذی 2508، ابن حبان 5092، اور شیخ البانی نے صحیح الجامع 2595 میں صحیح کہا۔

وتَفَاسَدُوا) ''اے ابوایوب! کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتلاؤں جسے اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں؟ لوگوں کے درمیان صلح کرو جب وہ آپس میں نفرت کرنے لگیں اور فساد کے شکار ہو جائیں''[75]۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا میں تمہیں ایک تجارت کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتلائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (صِلْ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا وَقَرِّبْ بَيْنَهُم إِذَا تَبَاعَدُوا) ''جب لوگ آپس میں لڑائی کے شکار ہو جائیں تو انہیں ملاؤ، اور جب دور ہو جائیں تو ان کے درمیان قربت پیدا کرو''[76]۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو < سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ) ''آپس میں اصلاح کرنا افضل صدقہ ہے''[77]۔

(3) اللہ کے عہد کو پورا کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ ''جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، تو جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد شکنی کرتا ہے اور جو

---

[75] طبرانی کبیر 3922 کے الفاظ، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 2820 میں حسن لغیرہ کہا۔
[76] کشف الأستار عن زوائد البزار 2060 کے الفاظ، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب والترھیب 2818 میں حسن لغیرہ کہا۔
[77] طبرانی 31 کے الفاظ اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 2817 میں صحیح لغیرہ کہا۔

شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجر دے گا“۔[الفتح:١٠]

یہ آیت (صحابہ کی) تعریف اور ان کے بارے میں خبر دینے کے لئے اتری کہ یقینا اللہ تعالی انہیں اجر عظیم سے نوازے گا یہ بدلہ ہے ان کے اس عہد کی پاسداری کا جو انہوں نے بیعت رضوان کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کی مدد کے بارے میں اللہ سے کیا تھا۔ اگرچہ کہ یہ آیت ایک خاص سبب سے نازل ہوئی لیکن اس کا حکم تمام کے لئے ہے، چنانچہ یہ آیت کریمہ ہر اس شخص کو خوشخبری دیتی ہے جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتا ہے کہ بے شک عنقریب اسے اللہ کی مرضی سے اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔

چنانچہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ اور لوگوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کا پاس ولحاظ رکھے۔ لوگوں سے کیا ہو عہد وپیان بھی اللہ تعالی سے کئے ہوئے پیان کی طرح محترم ہے، اس لئے کہ ہم اللہ تعالی ہی کو اپنے عہدوں میں گواہ بناتے ہیں، ان سب چیزوں کے بارے میں قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾[الإسراء:٣٤]. ”اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول وقرار کی بازپرس ہونے والی ہے“۔

(4) اللہ تعالی سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہنا

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ [الملك:١٢]. ”بے شک جو لوگ اپنے پروردگار سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا ثواب ہے“۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے بالغیب ڈرتے رہنے کی توفیق کا سوال بہت زیادہ کرتے تھے۔

بے شک اللہ تبارک وتعالی اپنے بندے کو آزماتا ہے اور اس کے لئے معصیت کے راستے ہموار کرتا ہے کہ دیکھے کہ اپنے رب کو بن دیکھے ڈرتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ آپ اس دھوکے میں نہ رہیں کہ آپ تنہائی میں ہیں، لوگ دیکھ نہیں رہے ہیں، بلکہ رب ذوالجلال کا ڈر ہونا چاہئے کہ اس کی نگاہ سے آپ کہیں دور نہیں ہیں، بے شک یہی اصل میں بن دیکھے ڈرنا ہے۔ صحابہ کرام • حدیبیہ کے موقع پر حالت احرام میں تھے اور ان کے سفر کے دوران پرندے اور جنگلی جانوروں کا سامنا ہوتا لیکن ان میں سے کوئی بھی ہاتھ و نیزوں کے قریب پہنچے ہوئے شکاروں کو نہ چھوتے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالی کے ڈر سے اور بڑے اجر کو پانے کی آرزو میں۔ جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالی قدرے شکار سے تمہیں آزمائے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالی معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے''۔[المائدة:٩٤]

پیارے بھائی! ذرا خیال کریں کہ جب آپ لوگوں سے، اپنے اہل وعیال اور خاص لوگوں سے دور، گناہ کے لئے الگ تھلگ ہونگے تو آپ کیا کریں گے؟ کیا گناہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے؟ یا پھر اس سے دور رہیں گے اجر عظیم کو یاد کرکے جس کا تمہیں بدلہ دیا جائے گا اس کی طرف سے جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے؟ یہی چیز اللہ کو بن دیکھے ڈرنا ہے۔

(5) اللہ تعالی کی اطاعت، سچائی، صبر، تواضع، روزہ، حرام سے شرمگاہ کی حفاظت اور بہت زیادہ اللہ کا ذکر

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾[الأحزاب:۳۵] ”بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں بردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور کرنے والیاں ان (سب کے) لئے اللہ تعالی نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے“۔

(6) قیام اللیل (تہجد گزاری)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا، وَالذَّاكِرَاتِ)”جو شخص رات کے وقت بیدار ہوا اور اپنی اہلیہ کو جگایا پھر دونوں نے مل کر دو رکعت نماز ادا کی تو وہ دونوں بہت زیادہ اللہ کا

ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتوں میں سے لکھے جائیں گے"[78]۔

اور معلوم ہے کہ بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے عنقریب اجر عظیم لکھا جائے گا جیسا کہ سابقہ آیت میں گزرا۔

(7) رسول اللہ ﷺ کے پاس آواز پست رکھنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ [الحجرات:٣] "بے شک جو لوگ رسول اللہ کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن العربی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ کی حرمت جیسے آپ کی زندگی میں تھی ویسے ہی آپ کی وفات کے بعد بھی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ سے منقول بات کی مثال وہی ہے جو آپ سے بشکل الفاظ سنے گئے بات کی ہے، لہذا جب آپ کی کوئی بات پڑھی جارہی ہو تو تمام حاضرین پر واجب ہے کہ اپنی آواز اونچی نہ کریں، اس سے منہ نہ موڑیں جیسا کہ آپ کی مجلس میں آپ ﷺ کے ان الفاظ کو کہنے کے وقت لازم تھا۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر زمانہ میں مذکورہ حرمت کی ہمیشگی کے بارے میں ان الفاظ میں خبر دی ہے: ﴿وَإِذَا قُرِئَ

---

(78) رواه أبو داود واللفظ له (1451)، وابن ماجة (1335)، والبيهقي (4420)، وابن حبان (2569)، وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (333).

الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو''۔ [الأعراف:٢٠٤]

اور رسول اللہ ﷺ کی بات بھی تو وحی ہے، اس میں بھی ویسی حکمت ہے جیسی قرآن میں ہے۔ [الجامع لأحكام القرآن للقرطبي (293/16).]

(8) جہاد فی سبیل اللہ۔ جان، مال اور زبان کے ذریعے ہوتا ہے

الف: جانی جہاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [النساء:٧٤] ''پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ چکے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پا لے یا غالب آجائے یقیناً ہم اسے بہت بڑا ثواب عنایت فرمائیں گے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: مجھے ایسا عمل بتلائیے جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا: میں نہیں پاتا، پھر فرمایا: کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو تیری مسجد میں جائے اور نماز پڑھتا رہے اور تھکے نہیں، اور روزہ رکھے افطار نہ کرے؟ اس نے کہا کون اس بات کی طاقت رکھتا ہے؟''[79]۔

---

(79) والبخاري واللفظ له (2785)، ومسلم (1878).

اور سمندری جہاد کرنے والے کو زمین پر جہاد کرنے والے کے مقابلے میں دس گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص د سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ أَفْضَلُ مِنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ، وَمَنْ جَازَ الْبَحْرَ، فَكَأَنَّمَا جَازَ الْأَوْدِيَةَ وَالْمَائِدُ فِي السَّفِينَةِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ) "بحری جنگ بری جنگ سے دس گنا زیادہ افضل ہے، اور جس نے سمندر پار کیا گویا اس نے وادیوں کو پار کیا اور کشتی میں جس کا سر چکرایا وہ (خشکی میں) اپنے خون سے آلودہ ہو کر تڑپنے والے کی طرح ہے"[80]۔

اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے مر جانا ان اعمال میں سے ہے جن کے ثواب کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک بڑھاتا رہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: (رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ) "ایک دن رات کا پہرا ایک مہینے کے صیام و قیام سے بہتر ہے، اگر وہ اسی حال میں مر گیا تو اس کا وہ نیک عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا، اور اس کے لئے جنت کی روزی جاری رہے گی اور آزمائش میں ڈالنے والوں سے وہ محفوظ رہے گا"[81]۔

اور حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ» وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ

---

(80) الحاكم (2634)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (4154).
(81) بخاری 2892، مسلم کے الفاظ ہیں 1913 اور نسائی 3168۔

نَفْسَهُ» ''ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دیتا ہے، یقیناً اس کے عمل کو قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے بھی اس کو محفوظ رکھا جائے گا''۔ نیز میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے''[82]۔

ب: مال کے ذریعے جہاد

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿آمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ [الحديد:٧]

''اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا''۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے کو سات سو گنا اجر بڑھا کر دیا جاتا ہے جیسے کہ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ) ''جس نے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا تو اسے کے لئے اس کے بدلے سات سو گنا (نیکی) لکھی جائیگی''[83]۔

(82) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (11/14)، والترمذي (1621)، وأبو داود (2500)، والدارمي (2425)، وصححه الألباني في صحيح الترمذي (1322).

(83) رواه الترمذي (1625)، والنسائي (3186)، وابن حبان (4647)، والحاكم (2441) وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (1236)..

حضرت زید بن خالد ﷛ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا) ''جس نے اللہ کے راستے میں کسی جہاد کرنے والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا، بلا شبہ اس نے خود جہاد کیا اور جو کبھی جہاد کرنے والے کا، اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ اس کا جانشین (نگرانی اور خبر گیری کرنے والا) بنا، یقیناً اس نے (بھی) جہاد کیا''[84]۔

اور انہیں صحابی ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ الْغَازِي شَيْئًا) ''جس نے اللہ کے راستے میں کسی جہاد کرنے والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا اس کو جہاد کرنے والے کے برابر کا اجر ہے، جہاد کرنے والے کے اجر میں کسی کمی کے بغیر''[85]۔

ج: زبان کے ذریعے جہاد

حضرت کعب بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک اللہ نے شعر (شعر و شاعری) کے بارے میں جو نازل کیا سو نازل کیا، تب آپ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَكَأَنَّ مَا تَرْمُونَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ) ''بے شک مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں

---

(84) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (22/14)، والبخاري (2843)، ومسلم (1895)، والترمذي (1628)، والنسائي (3180)، وأبو داود (2509)..

(85) رواه ابن ماجة (2759)، وابن حبان (4632)، والدارمي (2419)، والبيهقي وصححه الألباني في صحيح الجامع (6194)..

سے جہاد کرتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، (تم زبان سے جہاد کرنے والے بھی) گویا ان (دشمنوں) کے اوپر تیر پھینکنے والوں کی طرح ہو"[86]۔

حضرت انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ) "تم مشرکین سے جہاد کرو اپنے مال، جان اور زبانوں سے"[87]۔

پندھرواں عمل: صبر

اللہ کی حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ دنیا ہمیشہ نہ رہے، اسی لئے اللہ تعالی نے اس دنیا میں جو مصیبتوں کو برداشت کئے اور اللہ کی خاطر ان کو جھیلتے رہے ان کے لئے اتنے بڑے اور زیادہ ثواب کا وعدہ کیا جس کی کوئی حد نہیں۔ جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [الزمر:١٠] "کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک بدلہ ہے اور اللہ تعالی زمین بہت کشادہ ہے صبر کرنے والوں کو ہی ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے"۔

① صبر اللہ عزوجل کی اطاعت میں، ② اللہ کی نافرمانی سے (بچتے ہوئے) اور ③ اللہ کی جانب سے آئی ہوئی مصیبتوں میں ہوتا ہے۔

---

(86) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (276/19)، وابن حبان (4707)، والبيهقي (20897)، والطبراني، وصححه الألباني في صحيح موارد الظمآن (1694).

(87) أبو داود (2504)، والنسائي (3096)، والدارمي (2431)، والحاكم (2427)، وابن حبان (1618)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (3090)..

(1) اللہ عزوجل کی اطاعت میں صبر

اللہ کی اطاعت میں صبر کرنا بندے کے ترازو کو وزنی بنادے گا، جیسے کہ روزہ کے دوران بھوک کی تکلیف پر صبر کرنا ہے، جبکہ روزہ صبر کے قسموں میں سب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ کی اطاعت میں صبر اور اللہ کی معصیت سے (رکتے ہوئے) صبر دونوں شامل ہیں اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کو صبر کا مہینہ کا نام دیا، جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «شَهْرُ الصَّبْرِ، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ» ”رمضان کے مہینے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے پوری زندگی بھر کے روزے کی طرح ہے“[88]۔

اللہ کی اطاعت میں صبر کا ثواب ویسے ہی مختلف ہوتا ہے جیسے بندے پر گزرنے والے حالات وظروف مختلف ہوا کرتے ہیں، کبھی تو فتنوں، دین کے اجنبی ہو جانے اور معاون و مددگاروں کی کمی کے وقت یہ ثواب ترازو میں پچاس شہیدوں کے ثواب کے برابر ہوگا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ زَمَانَ صَبْرٍ، لِلْمُتَمَسِّكِ فِيهِ أَجْرُ خَمْسِينَ شَهِيدًا» ”تمہارے بعد ایک زمانہ صبر کا ہے، اس میں دین پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے والے کو پچاس شہیدوں کے برابر اجر ہے“[89]۔

---

(88)والنسائي واللفظ له (2408) وصححه الألباني في صحيح الجامع (3803).

(89) رواه الطبراني في الكبير (10394)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (2234).

(2) حرام خواہشات کو چھوڑنے میں صبر

حرام خواہشات کو چھوڑ دینا ان چیزوں میں سے ہے جن سے بندے کا ترازو بھاری ہوگا، جیسے زنا میں پڑنے سے اپنے آپ کو بچا لینا، اللہ جل شانہ نے خبر دی کہ جس نے اپنے آپ کو بچا لیا اس کو اللہ کی طرف سے اجر عظیم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾[الأحزاب:۳۵] ''اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ» ''جو اپنے دو پیروں کے بیچ اور دو جبڑوں کے بیچ والی چیزوں کے بارے میں ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ [البخاري واللفظ له (6807)، والترمذي (2408)]۔

(3) اللہ عزوجل کی طرف سے مقدر تکلیفوں پر صبر کرنا

اللہ کی طرف سے مقدر کردہ تکلیفوں پر صبر کرنا بندے کے ترازو کو بہت زیادہ وزنی بنا دیتا ہے، جیسے مومن کا اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کرنا۔ جس کے بارے میں حضرت ابو سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ للهِ وَاللهُ أَكْبَرُ وَالْوَلَدُ الصَّالِحِ يُتَوَفَّى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ) ''پانچ چیزیں بہت ہی خوب اور ترازو میں کیا ہی وزنی ہیں:

لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور کسی مسلمان کا نیک لڑکا وفات پاتا ہے تو وہ اس موقع پر اللہ سے ثواب کی امید کرتا ہے"[90]۔

اور جیسے مصیبت زدہ لوگوں کا اپنی مصیبتوں پر صبر کرنا، جس کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «يَوَدُّ أَهْلُ العَافِيَةِ يَوْمَ القِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ البَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالمَقَارِيضِ» "قیامت کے دن مصیبت زدہ لوگوں کو جو ثواب دیا جائے گا اسے دیکھ کر جو دنیا میں عافیت میں تھے وہ تمنا کریں گے کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے ادھیڑ دیئے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «لَيَوَدَّنَّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ فِي الدُّنْيَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ جُلُودَهُمْ قَرِضَتْ بِالْمَقَارِيضِمِمَّا يَرَوْنَ مِنْ ثَوابِ أَهْلِ الْبَلَاءِ» "دنیا میں جو عافیت میں تھے وہ لوگ قیامت کے دن تمنا کریں گے کہ کاش ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے (یہ اس لئے کہیں گے کہ) جب وہ مصیبت زدہ لوگوں کے ثواب کو دیکھیں گے"[91]۔

مومن کے صبر اور کافر کے صبر کے درمیان فرق یہی تو ہے کہ مومن اپنے صبر کا صلہ رب ذو الجلال سے پانے کی امید رکھتا ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی

---

(90)مسند احمد –الفتح الربانی- 195/19، والنسائی الکبری 9923، وصحیح ابن حبان 833 اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب والترہیب 2009 میں صحیح کہا۔

(91) رواه الترمذي (2402)، والطبراني في الكبير (8778)، والبيهقي (6345)، والضياء المقدسي في الأحاديث المختارة، وحسنه الألباني في صحيح الجامع (5484)..

زینب کو صبر واحتساب کا ہی حکم دیا جب انہوں نے خبر بھیجی کہ ان کا بچہ قریب الموت ہے۔ حضرت اسامہ بن زید ﷛ روایت کرتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کو آپ کی ایک بیٹی نے پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں اور خبر دے رہی تھی کہ ان کا بچہ موت کے آغوش میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لله مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ» "اس کی طرف لوٹ جاؤ اور اسے خبر دو کہ سب کچھ اللہ کا ہے جو اس نے لیا وہ بھی اور جو اس نے دیا وہ بھی، اور ہر چیز کے لئے اس کے پاس ایک مقررہ وقت ہے، اس لئے اس کو حکم دو کہ وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے..."[92]۔

نبی کریم ﷺ نے تنبیہ کی ہے ان لوگوں کو جو احتساب چھوڑ دیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا أَجْرَ لِمَنْ لَا حِسْبَةَ لَهُ» "جس نے ثواب کی امید نہیں رکھا اسے کوئی اجر نہیں"[93]۔

مناوی رحمہ اللہ نے کہا: مطلب یہ کہ جس نے اپنے عمل کے ذریعے اللہ کے حکم کی تابعداری اور اس کا تقرب پانے کا ارادہ نہ کیا اس کو کوئی اجر نہیں[94]۔

یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ صبر کرنے والے کے احتساب اور جس کے پاس کوئی چارہ نہ ہونے کی وجہ سے عاجز بنا رہتا ہے، دونوں کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔

---

(92) والبخاري (1284)، ومسلم واللفظ له (923).

(93) رواه ابن المبارك في الزهد مرسلًا عن القاسم بن محمد (52)، وحسنه الألباني في صحيح الجامع (7164) والصحيحة في حديث 2415.

(94) فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي (6/380).

سولھواں عمل: وہ اعمال صالحہ جن کا ثواب جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے

اس سے پہلے گزر چکا کہ جہاد فی سبیل اللہ ان اعمال میں سے ہے جن کا ثواب ترازو میں بہت زیادہ وزنی ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایسے بھی کچھ اعمال صالحہ ہیں جن کا ثواب جہاد کے ثواب کے برابر ہے، ان میں خاص کر چودہ اعمال کا ذکر کروں گا۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: مجاہد کا درجہ غیر مجاہد بھی پاسکتا ہے یا تو خالص نیت کے ذریعے، یا ان اعمال صالحہ کے ذریعے جو اس کے برابر ہیں، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے سبھی کو فردوس کی دعا کرنے کا حکم دیا یہ خبر دینے کے بعد کہ وہ فردوس مجاہدین کے لئے تیار کی گئی ہے[95]۔

(1) بیوہ اور مسکین کی خدمت میں کوشاں رہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ، كَالمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ الله، أَوِ القَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ) ”بیوہ اور مسکینوں کی (خدمت میں) کوشاں رہنے والا مجاہد فی سبیل اللہ یا تہجد گزار اور دن میں روزے رکھنے والے کی طرح ہے“[96]۔

کسی بیوہ کی خدمت کرنا بہت ہی آسان ہے، وہ کوئی آپ کی پھوپھی، یا خالہ، یا دادی، نانی ہوسکتی ہیں، لہذا اس آسان بہت زیادہ اجر والے عمل سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

---

(95) فتح الباري بشرح صحيح البخاري لابن حجر العسقلاني (16/6) (ح2790).

[96] ترمذی 496، ابوداود کے الفاظ ہیں 345، نسائی 1381، ابن ماجہ 1087، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الجامع 6405 میں صحیح کہا۔

(2) عشرۂ ذی الحجہ میں نیک عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ أَيَّامٍ العَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هَذِهِ الأَيَّامِ العَشْرِ»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ الله، وَلَا الجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله؟ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَلَا الجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ» ''کوئی دن ایسے نہیں ہیں جن میں کیا ہوا عمل صالح اللہ کو ان دس دنوں میں کئے ہوئے عمل سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد بھی نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور اپنا مال لے کر (جہاد میں) نکلا، پھر کچھ بھی لے کر واپس نہ آیا''[97]۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ عَمَلٍ أَزْكَى عِنْدَ الله عَزَّ وَجَلَّ وَلَا أَعْظَمَ أَجْرًا مِنْ خَيْرٍ يَعْمَلُهُ فِي عَشْرِ الْأَضْحَى». قِيلَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ» ''کوئی عمل اللہ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں میں کئے ہوئے خیر سے بڑھ کر زیادہ پاکیزہ اور بڑے اجر والا نہیں ہے''، صحابہ نے پوچھا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، سوائے اس آدمی کے جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹا''[98]۔

---

(97) البخاري (969) وأبو داود (2438)، والترمذي (757) واللفظ له ......

(98) دارمی 1815، شعب الایمان بیہقی 3476، شیخ البانیؒ نے صحیح کہا، صحیح الترغیب 1248]۔

(3) نماز کو اس کے وقت سے یا اول وقت سے تاخیر کر کے نہ پڑھنا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا» ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَيْنِ» قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ» کہ اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز اس کے وقت میں ادا کرنا''، پھر میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک''، پھر میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ''پھر جہاد فی سبیل اللہ''[99]۔

غور کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کو جہاد پر مقدم کیا، چنانچہ ان دونوں اعمال کی قدر و منزلت کو پہچانو!

اس نماز کا ثواب ترازو میں اس وقت اور بڑھ جائے گا جب اسے باجماعت مسجد میں ادا کیا جائے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «صَلَاةٌ مَعَ الْإِمَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً يُصَلِّيهَا وَحْدَهُ» ''امام کے ساتھ والی نماز ان پچیس نمازوں سے افضل ہے جسے وہ اکیلے میں ادا کرے''[100]۔

امام زہری رحمہ اللہ ایک ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھتے جو نماز میں لحن کرتا، چنانچہ وہ کہتے: کہ اگر باجماعت نماز کو اکیلے پڑھی جانے والی نماز پر فضیلت نہ دی گئی ہوتی تو میں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتا۔[حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم (364/3)]

---

(99)البخاري واللفظ له (527) ، و(5970) ومسلم (85).

(100)البخاري (477) ومسلم واللفظ له (649).

اور جس قدر نمازیوں کی تعداد بڑھ جائے گی اسی قدر باجماعت نماز کا ثواب بڑھ جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: « إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتُهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى » ''انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ زیادہ اجر وثواب والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اکیلا پڑھے، اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ زیادہ فضیلت والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھے، جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہو گی وہ زیادہ اللہ کو محبوب ہو گی'' [101]۔

اس نماز کا ثواب اور بڑھ جاتا ہے اگر حرمین شریفین میں ادا کی جائے، حرم مکی میں اس کا ثواب دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نماز سے بھی افضل ہے، جبکہ مسجد نبوی میں اس کا ثواب دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ جیسے کہ حضرت جابر سے رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ» ''میری مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام (مکہ) کے، جبکہ مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ [102]

---

(101) أبو داود واللفظ له (554)، والنسائي (843) وصححه الألباني في صحيح الجامع (2242).
(102) ابن ماجة واللفظ له (1406)، رواه الإمام أحمد بالفتح الرباني - (246/23)، وصححه الألباني في صحيح الترغيب 1172

(4) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ» ''کیا میں تمہیں وہ کام بتلاؤں کہ جن سے اللہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے''؟ صحابہ کرام نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ضرور بتلائیے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ناپسندیدہ حالات میں مکمل طور پہ وضو کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے یہی رباط ہے''[103]۔

بے شک ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کا سب سے آسان وقت مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت ہے

(5) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد میں جانے کی اجازت مانگنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: «أَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟» ''کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں! تب آپ نے فرمایا: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ» ''انہی کی خدمت میں کوشاں رہ''[104]۔

---

(103) مسلم واللفظ له (251).

(104) البخاري (3004)، ومسلم (2549).

ایک آدمی حضرت ابن عباس < کے پاس آیا اور کہا: میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کیا جبکہ ایک دوسرے آدمی نے اس کو نکاح کا پیغام دیا تو اس نے اس سے نکاح کرنا چاہا، چنانچہ مجھے غیرت آئی اور میں اسے قتل کر دیا، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ انہوں نے پوچھا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو ابن عباس نے فرمایا: تب تو تو اللہ کے حضور توبہ کر اور جتنی تو طاقت رکھتا ہے اس کی قربت کو پانے والے کام کرتا جا۔ عطاء بن یسار کہتے ہیں: میں گیا اور ابن عباس سے پوچھا کہ آپ نے کیوں پوچھا کہ اس کی ماں زندہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے زیادہ اللہ کے قریب کرنے والے کسی عمل کو میں نہیں جانتا[105]۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کے بعد ان کے رشتے دار اور دوست واحباب کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں، جیسا کہ عبد اللہ بن دینار نے حضرت عبد اللہ بن عمر < سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ» ''کہ سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے''[106]۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جب مدینہ گیا تو عبد اللہ بن عمر < میرے پاس آئے اور کہا: جانتے ہو میں کیوں آپ کے پاس آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَنْ أَحَبَّ

---

(105) رواه البخاري في الأدب المفرد (4)، وصححه الألباني في صحيح الأدب المفرد (4).
(106) مسلم واللفظ له (2552)، والترمذي (1903)، وأبو داود (5143).

أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ» ”جو چاہتا ہے کہ اس کے باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرے جو اپنی قبر میں ہے (یعنی باپ کے مرنے کے بعد اس سے صلہ رحمی کرنا چاہے) تو اسے چاہئے کہ اس کے باپ کے مرنے کے بعد باپ کے بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے“[107]۔

اور بے شک میرے باپ عمر اور آپ کے باپ کے درمیان بھائی چارہ اور دوستی تھی تو میں نے چاہا کہ وہ صلہ رحمی کر دوں۔

پیارے بچو! ہم اپنے والدین کے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی شدید خواہش رکھیں، اسی طرح ان کے دوستوں کے ساتھ، یہ وہ نیکی ہے جسے اللہ تعالی پسند فرماتا ہے۔

(6) صدقات جمع کرنا

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ»

”حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ مجاہد فی سبیل اللہ حتی کہ وہ گھر لوٹ آئے“[108]۔

---

(107) صحيح ابن حبان 432، والصحيحة للألباني 1432.

(108)أبو داود واللفظ له (2936)، والترمذي (645) وصححه الألباني في صحيح الجامع (4117)، وصحيح الترغيب 773

(7) اپنے آپ کو سوال سے بچانے، اپنے بچوں کو کھلانے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے لئے کمائی کرنا

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک آدمی کا گزر ہوا تو آپ کے صحابہ نے اس کی طاقت اور پھرتیلے پن کو دیکھا تو تعجب سے کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش یہ اللہ کے راستے میں ہوتا تو کتنا اچھا تھا! تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى وَلَدِهِ صِغَارًا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى أَبَوَيْنِ شَيْخَيْنِ كَبِيرَيْنِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَإِنْ كَانَ يَسْعَى عَلَى نَفْسِهِ يُعِفُّهَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَإِنْ كَانَ خَرَجَ رِيَاءً وَمُفَاخَرَةً فَهُوَ فِي سَبِيلِ الشَّيْطَانِ»

"اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں (کو کھلانے کی خاطر) دوڑ دھوپ کرنے کے لئے نکلا تو وہ فی سبیل اللہ ہے، اگر وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خاطر جد وجہد کرنے کے لئے نکلا تو وہ فی سبیل اللہ ہے، اگر وہ اپنے آپ کو بھیک مانگنے سے بچانے کی خاطر کوشش کرنے کے لئے نکلا تو وہ فی سبیل اللہ ہے اور اگر وہ دکھاوے اور فخر و مباہات کے لئے نکلا تو وہ فی سبیل الشیطان ہے"[109]۔

حتی کہ ہم اپنے کام اور اپنی ملازمت کے لئے نکلنے کے وقت سچی نیت کا استحضار کر لینے کی ہمیں کس قدر ضرورت ہے، تاکہ وہ نیکی فی سبیل اللہ میں بدل جائے جس کی ہم امید رکھ سکیں۔

---

(109) رواه الطبراني في الكبير واللفظ له (282)، والبيهقي (17602)، وصححه السيوطي في الجامع الصغير (2669)، ووافقه الألباني في صحيح الجامع (1428).

(8) طلب علم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ» "جو علم طلب کرنے کے لئے نکلا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے"[110]۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «فَضْلُ الْعِلْمِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ، وَخَيْرُ دِينِكُمُ الْوَرَعُ» "نفلی علم میرے نزدیک نفلی عبادت سے زیادہ محبوب ہے، تمہارا بہتر دین تقویٰ ہے"[111]۔

(9) حج وعمرہ

حضرت ام معقل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مِنْ سَبِيلِ اللهِ، وَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً» "بے شک حج وعمرہ جہاد فی سبیل اللہ کے قبیل سے ہے اور بے شک رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے"[112]۔

حضرت شفاء ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «أَلَا

---

(110) الترمذي واللفظ له (2647) وقال الألباني في صحيح الترغيب: حسن لغيره (88).

(111) رواه الحاكم واللفظ له (314)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (4214).

(112) الحاكم واللفظ له (1774)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (1599).

أَدُلُّكَ عَلَى جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِيهِ؟» قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: «حَجُّ الْبَيْتِ» ''کیا میں تمہیں ایسا جہاد نہ بتلاؤں جس میں مشقت نہیں ہے''؟ میں نے کہا کیوں نہیں، ضرور بتلایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: حج بیت اللہ ہے'[113]۔

حضرت حسین بن علی < سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں بزدل ہوں اور کمزور ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (هَلُمَّ إِلَى جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِيهِ: الْحَجُّ) ''ایسے جہاد کی طرف آؤ جس میں مشقت نہیں ہے؛ وہ حج ہے''[114]۔

ہم میں سے ہر کوئی اس بات کی شدید خواہش رکھے کہ مشقت والا جو جہاد چھوٹتا ہے اس کے بدلے میں اس جہاد میں حصہ لیں اور اسے ایسے عمدہ طریقے سے ادا کریں کہ وہ حج مبرور ہو جائے۔

(10) فتنوں کے وقت سنتوں کو مضبوطی سے تھام لینا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ زَمَانَ صَبْرٍ، لِلْمُتَمَسِّكِ فِيهِ أَجْرُ خَمْسِينَ شَهِيدًا» ''تمہارے بعد ایک ایسا صبر کا زمانہ ہے اس میں (میری سنتوں کو) مضبوطی سے تھامنے والے کو پچاس شہیدوں کے برابر اجر ہے''[115]۔

---

(113) رواه الطبراني في الكبير (792)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (2611).
(114) رواه الطبراني في الكبير (2910)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (7044).
(115) رواه الطبراني في الكبير (10394)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (2234).

(11) ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا

نبی کریم ﷺ نے غریب صحابہ کرام • کو کچھ اذکار سکھائے ہیں جنہیں فرض نمازوں کے بعد کہا جائے گا تاکہ وہ مال دار صحابہ میں سے صدقہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں پر سبقت لے جائیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غریب لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: پیسے والے لوگ اپنے مال ودولت کے سبب اونچے درجات اور ہمیشہ کی نعمتوں (کے حصول میں) ہم سے آگے نکل گئے، جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور ان کے پاس زائد مال ہے جس سے وہ حج عمرہ اور جہاد و صدقات کرتے ہیں؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: أَلاَ أُحَدِّثُكُمْ بِمَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ، وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، إِلاَّ مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلاَةٍ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ "میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ اگر تم اس کی پابندی کروگے تو جو لوگ آگے بڑھ چکے ہیں تم انہیں پالوگے اور تمہارے مرتبہ کو کوئی پہنچ نہیں سکتا اور تم سب سے بہتر ہو جاؤگے سوا ان کے جو یہی عمل شروع کردیں، ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ)، تحمید (الحمد للہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کہا کرو"۔ پھر ہم میں اختلاف ہو گیا کسی نے کہا کہ ہم تسبیح تینتیس مرتبہ، تحمید تینتیس مرتبہ اور تکبیر چونتیس مرتبہ کہیں گے۔ میں نے اس پر آپ ﷺ سے دوبارہ معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالحَمْدُ لله، وَاللهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلاَثًا وَثَلاَثِينَ کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو۔ تمام کو ۳۳ مرتبہ کہو"۔ [البخاري واللفظ له (843) ، ومسلم (595)]

کیا ہی مناسب ہے کہ ہم اپنے فارغ اوقات میں اس ذکر میں مشغول ہو جائیں جس میں ہمارا تھوڑا سا ہی وقت لگے گا، ہم اپنے انتظار کی گھڑیوں کو اپنے رب کی قربت حاصل کرنے میں لگائیں۔

(12) سو مرتبہ الحمد للہ کہنا

موسیٰ بن خلف نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن بھدلہ نے ابو صالح سے، وہ ام ہانی بنت ابو طالب Š سے کہ انہوں نے کہا: ایک بار اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بوڑھی و کمزور ہو گئی یا جیسے انہوں نے کہا، چنانچہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو میں بیٹھے بیٹھے کر سکوں؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: سَبِّحِي اللهَ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِينَهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاحْمَدِي اللهَ مِائَةَ تَحْمِيدَةٍ، فإنها تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ، تَحْمِلِينَ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَكَبِّرِي اللهَ مِائَةَ تَكْبِيرَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِي اللهَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ، قَالَ ابْنُ خَلَفٍ: أَحْسِبُهُ قَالَ، تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَلَا يُرْفَعُ يَوْمَئِذٍ لِأَحَدٍ مِثْلُ عَمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِ مَا أَتَيْتِ بِهِ

سو بار سبحان اللہ کہو، یہ تمہارے لئے سو گردنوں (غلاموں) کے برابر ہے جنہیں تم اولاد اسماعیل میں سے آزاد کرتی ہو۔ اور سو بار الحمد للہ کہو، یہ تمہارے لئے کجاوے اور لگام لگے ہوئے سو گھوڑوں کے برابر ہے جنہیں تم اللہ کے راستے میں دے رہے ہو۔ سو بار اللہ اکبر کہو، یہ تمہارے لئے نشان لگے ہوئے مقبول سو اونٹوں کے برابر ہے۔ سو بار لا الہ الا اللہ کہو، ابن خلف نے کہا: میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: آسمان و زمین

کے درمیان کو بھر دیگا، اور اس دن آپ کے عمل سے بڑھ کر افضل عمل کسی اور کا نہیں اٹھایا جائے گا سوائے اس کے جس نے وہی کیا جو آپ نے کیا[116]۔

(13) اللہ تعالی سے شہادت فی سبیل اللہ کا سوال کرنا

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ» ''جس نے سچے دل سے شہادت مانگی تو اللہ تعالی اسے شہداء کی منزل پر پہنچائیں گے گرچہ وہ اپنے بستر پر مرے''۔[رواه الإمام مسلم (1909) ، وأبو داود (1520)]

مسئلہ بڑا آسان ہے، بس نیت میں سچائی کی اور اچھے کاموں میں آگے بڑھنے کی ضرورت ہے اگرچہ اس کی طاقت ہی نہ ہو۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا، مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلاَ قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ» ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ؟ قَالَ: «وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ» ''مدینہ میں بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جہاں بھی تم چلے اور جس وادی کو بھی تم قطع کیا وہ (اپنے دل سے) تمہارے ساتھ ساتھ تھے۔ صحابہ • نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ ان کا قیام اس وقت بھی مدینہ میں ہی رہا ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہ مدینہ میں رہتے ہوئے بھی (اپنے دل سے تمہارے ساتھ تھے) وہ کسی عذر کی وجہ سے رُک گئے تھے۔[البخاري واللفظ له (4423) ، ومسلم (1911)]

(116)ابن ماجہ 3810، اور شیخ البانیؒ نے صحیح الترغیب 1553 میں حسن کہا۔

وہ مصیبتیں جن میں مبتلا ہونے والے کو شہید کا ثواب

اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کو جن نعمتوں سے نوازا ان میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے مصیبتوں اور بیماریوں کو ان کے گناہوں کا کفارہ اور ان کے بلندئ درجات کا سبب بنایا جب وہ ان پر صبر کریں، اور ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ جن پر وہ آئیں ان کو شہید کا اجر عطا کیا جائے گا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ مومن ان کی تمنا کرے بلکہ وہ اللہ سے عافیت کا ہی سوال کرے۔ وہ اہم مصیبتیں جن کے متعلق صحیح احادیث آئی ہیں کہ ان میں جو مبتلا ہو جائے انہیں شہید کا اجر دیا جائے گا یہ ہیں:

1-طاعون میں مر جانا

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الْفَارُّ مِنَ الطَّاعُونِ، كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ، وَالصَّابِرُ فِيهِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ) ''طاعون سے بھاگنے والا جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر کرکے رہے اسے شہید کا اجر ہے''[117]۔

2-مال کے دفاع میں مر جانا

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ» ''جو اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے''۔[البخاري (2480)، ومسلم (141)]

(117) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (207/17)، وابن حميد (1118)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (4277).

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ» ''جس کا مال ناحق لیا جارہا ہو اس پر وہ لڑائی پر اترے پھر مارا جائے تو وہ شہید ہے''[118]۔

3- (جان، دین اور اہل وعیال) کی دفاع میں مر جانا

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ» ''جو شخص اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے، اور جو اپنے دین کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے خون کے بدلے (اپنی جان کا دفاع کرتے ہوئے) مارا گیا وہ شہید ہے، اور جو اپنے اہل و عیال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے''[119]۔

4-ذات الجنب (pleurisy) کی بیماری میں مر جانا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الْمَيِّتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ) ذات الجنب کی بیماری میں مر جانے والا شہید ہے[120]۔

---

(118) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (35/14)، والترمذي (1430)، وأبو داود واللفظ له (4771)، والنسائي (4088)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (6011).

(119) الترمذي واللفظ له (1421)، وأبو داود (4772)، والنسائي (4101)، وابن ماجة (2580)، وصححه والألباني في صحيح الجامع (6445).

(120) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني– (36/14) وصححه الألباني في صحيح الجامع (6738).

ذات الجنب ایک بیماری ہے جسے پھیپھڑے کی جھلی کا ورم بھی کہا جاتا ہے جو انسان کے پیٹ کے اندر پھوڑے کی شکل میں تیار ہو کر اندر ہی پھٹ جاتا ہے جس سے آدمی مر جاتا ہے کبھی باہر بھی پھٹتا ہے۔[جامع الأصول لابن الأثير (742/2)]

5-سمندر میں سر چکرا جانا اور ڈوب کر مر جانا

حضرت ام حرام Š سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيبُهُ الْقَيْءُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَالْغَرِقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ» ''سمندر میں جس کا سر چکرائے جس سے اسے قئی آجائے اس کے لئے شہید کا اجر ہے اور جو ڈوب کر (مر جائے) اسے دو شہیدوں کا اجر ہے''[121]۔

حدیث میں وارد لفظ 'المائد' کا مطلب ہے وہ شخص سمندر کی ہواؤں سے اور کشتی کے موجوں کے تھپیڑوں سے جس کا سر چکرا جائے[122]۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: جس نے سمندر کا سفر کیا اور اسے چکر آگئی تو اس کے لئے ایک شہید کا اجر ہے اگر اس نے جہاد، حج، حصول علم اور تجارت جیسے نیکی کے لئے سمندر کا سفر کیا اور اس کو اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ تھا ہی نہیں تو اس کے لئے ایک شہید کا اجر ہے[123]۔

---

(121) رواه أبو داود (2493)، والبيهقي (8668)، وحسنه الأرناؤوط في تخريجه جامع الأصول لابن الأثير (742/2)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (6642).

(122) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للملا علي القاري (401/7).

(123) المرجع السابق.

حضرت راشد بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
(الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ شَهَادَةٌ، وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ، وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ، وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ، وَالْحَرْقُ شَهَادَةٌ، وَالسَّيلُ شَهَادَةٌ،وَالنُّفَسَاءُ يَجُرُّهَا وَلَدُهَا بِسُرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ)اللہ کے راستے میں مارا جانا شہادت ہے، طاعون (میں مرجانا) شہادت ہے، ڈوب کر مرجانا شہادت، پیٹ کے درد سے (مرجانا) شہادت ہے، جل کر (مرجانا) شہادت ہے، طوفان وسیلاب میں (مرجانا) شہادت ہے اور زچہ میں جو عورتیں مرجائیں انہیں ان کا لڑکا اپنے ناف کے بل کھینچ کر جنت میں لے جائے گا[124]۔

6-پیٹ درد میں یا انہدام میں وفات پاجانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: المَطْعُونُ، وَالمَبْطُونُ، وَالغَرِقُ، وَصَاحِبُ الهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ)شہداء پانچ قسم کے ہیں: طاعون، پیٹ درد، پانی میں ڈوب کر، عمارت کے گرجانے سے مرجانے والے اور اللہ کے راستے میں شہید ہونے والا[125]۔

7-جل کر حالت حمل یا زچگی میں پاجانا

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
(الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ

---

(124) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (37/14) ، والمعجم الأوسط (1243) ، وحسنه السيوطي في الجامع الصغير ((6177) ، ووافقه الألباني في صحيح الجامع (4439)..

(125) البخاري (2829) ، ومسلم (1914) ، والترمذي (1063).

ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ) ''اللہ کے راستے میں شہید ہونے کے علاوہ شہادت سات قسم کی ہے: طاعون میں مرنے والا شہید، ڈوب کر مرنے والا شہید، پھیپھڑوں کی بیماری میں مرنے والا شہید، پیٹ درد میں مرنے والا شہید، جل کر مرنے والا شہید، کسی عمارت کے گر جانے سے مرنے والا شہید اور عورت حالت حمل میں مر جائے تو شہید ہے''[126]۔

8- تپ دق (TB) کی بیماری میں مرنا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(السُّلُّ شَهَادَةٌ) ''تپ دق کی بیماری میں مر جانا شہادت ہے''[127]۔

سترھواں عمل: اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب و افضل عمل

نبی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضائل اعمال میں سے چند بڑے اعمال کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بتلایا کہ وہ اللہ کے ہاں اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور افضل ہیں، ایسے اعمال کا اہتمام کرنا اور انہیں بہت زیادہ انجام دینا مناسب ہے۔

---

(126) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (38/14)، ومالك في الموطأ (233/1)، وأبو داود (3111)، والنسائي (1845)، وابن ماجة (2803)، وابن حبان (3190)، والبيهقي، وصححه الألباني في صحيح الجامع (3739).

(127) رواه ابن حبان، والديلمي، وحسنه السيوطي في الجامع الصغير (4823)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (3691).

(1) لوگوں میں خوشی داخل کرنااوران کی تکلیف دور کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر د سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى الله أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ ، وَأَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى الله سُرُورٌ تُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً ، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا ، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا، وَلأَنْ أَمْشِي مَعَ أَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ شَهْرًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ، مَلأَ اللهُ قَلْبَهُ رَجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيهِ فِي حَاجَةٍ حَتَّى يُثَبِّتَهَا لَهُ ثَبَّتَ اللهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُولُ الأَقْدَامُ وَإِنَّ الْخُلُقَ السَّيِّئَ يُفْسِدُ الأَعْمَالَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ» ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہے جو لوگوں لئے زیادہ فائدہ مند ہے،اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں کہ تم کسی مسلم کے دل میں خوشی داخل کرو، یااس کی تکلیف دور کرو، یااس کا قرض ادا کرو، یااس کی بھوک مٹاؤ۔ میں کسی مسلم بھائی کے ساتھ اس کی کوئی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلوں، مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں ایک مہینہ مسجد میں اعتکاف کروں۔ جو اپنا غصہ روک لے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائینگے، جو اپنے غصے کو قابو میں کرے ایسے وقت جب کہ وہ چاہے تو اسے نافذ کر سکتا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو رضامندی سے بھر دینگے، کوئی اپنے مسلم بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کو پورا کردے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہاں قدم لڑکھڑائیں گے اس کے قدموں کو ثابت رکھیں گے اور برے اخلاق عمل کو ایسے ہی خراب کرتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو

خراب کرتا ہے''۔[128]

حضرت عبد اللہ بن عمر < سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مِنْ أَفْضَلِ الْعَمَلِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُؤْمِنِ تَقْضِي عَنْهُ دَيْناً، تَقْضِي لَهُ حَاجَةً تُنَفِّسُ لَهُ كُرْبَةً» ''افضل اعمال سے یہ بھی ہے: مومن (کے دل) کو خوش کرنا، اس کا قرض ادا کرنا، اس کی ضرورت پوری کرنا اور اس سے تکلیف دور کرنا''۔[129]

(2) لوگوں کو ایذاء نہ پہنچانا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى مِيقَاتِهَا» ...قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «أَنْ يَسْلَمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِكَ» میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسے اعمال افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اس کے (اول) وقت میں ادا کرنا، میں نے پوچھا پھر کونسا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: کہ لوگ آپ کی زبان سے محفوظ رہیں۔[130]

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ!

---

(128) المعجم الكبير للطبراني 13646، ومعجمه الصغير 6026، وابن أبي الدنيا 36، وحسنه الألباني في صحيح الجامع 176، وصحيح الترغيب 2623.

(129) رواه البيهقي عن محمد بن المنكدر مرسلًا، وصححه الألباني في صحيحه الجامع (5897). والصحيحة 2291

(130) رواه الطبراني في الكبير (9802)، وصححه الألباني في الترغيب والترهيب (2852).

کونسا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس شخص کا اسلام افضل ہے) جس کے زبان وہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔(131)

(3) دل کا ظلم، کینہ اور حسد سے صاف رہنا

عبد اللہ بن عمرو د سے روایت ہے کہ قِيلَ لِرَسُولِ الله ﷺ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ» ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ، نَعْرِفُهُ، فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: «هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ»رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر صاف دل والا، سچی زبان والا۔ صحابہ نے عرض کیا سچی زبان والا ہم جانتے ہیں، صاف دل والا کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پرہیزگار، پاک باز، جس کے دل میں نہ کوئی گناہ ہو، نہ زیادتی، نہ کینہ، نہ حسد۔(132)

(4) جس نے رشتہ توڑا اس سے آپ رشتہ جوڑیں، جو آپ کو نہیں دیتا آپ اس کو دیں اور بدلہ نہ لیں

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی، پھر آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور کہا:يَا رَسُولَ الله، أَخْبِرْنِي بِفَوَاضِلِ الْأَعْمَالِ. فَقَالَ:«يَا عُقْبَةُ، صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَأَعْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ»

---

(131) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (87/1) ، والبخاري (11) ، ومسلم واللفظ له (42) ، والترمذي (2504) ، والنسائي (4999) ، وابن حبان (230).

(132) رواه ابن ماجة واللفظ له (4216) وصححه الألباني في صحيح الترغيب (2889).

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے افضل اعمال کے بارے میں بتلایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! جس نے تمہارے ساتھ رشتہ توڑا تم اس سے رشتہ جوڑو، جو تم کو نہیں دیتا تم اسے دو، جس نے تم پر ظلم کیا ہے اس سے منہ پھیر لو (یعنی بدلہ، انتقام نہ لو)[133]۔

(5) اللہ کے ذکر وحمد سے زبان تر رکھنا

مالک بن یُخَامِر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بے شک معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا: إِنَّ آخِرَ كَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَيْهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ قُلْتُ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ؟ قَالَ: «أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ» "آخری بات جس پر میں اللہ کے رسول ﷺ سے جدا ہوا وہ یہ کہ میں نے پوچھا اللہ کو کونسے اعمال زیادہ پسندیدہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس حال میں مرو کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو"۔[134]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ. لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ» "اللہ کو چار کلام بہت زیادہ پسندیدہ ہیں: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر، ان چاروں میں سے جس کلام سے بھی آپ شروع کریں کوئی نقصان نہیں"۔[135]

---

(133) رواه الإمام أحمد واللفظ له، الفتح الرباني- (82/19) والحاكم (7285)، وقال الألباني في صحيح الترغيب والترهيب: صحيح لغيره (2536).

(134) رواه الطبراني في الكبير واللفظ له (181) وصححه الألباني في صحيح الترغيب (1492).

(135) رواه الإمام أحمد - الفتح الرباني- (161/13)، ومسلم واللفظ له (2137).

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے وصیت فرمایئے! آپ نے فرمایا: «إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا»، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: «هِيَ أَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ» "جب تم کوئی گناہ کر بیٹھو تو فوراہی نیکی کرلو وہ (نیکی) اس (برائی) کو مٹادیگی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا لا الہ الا اللہ نیکیوں میں سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ افضل نیکیوں میں سے ہے۔[136]

اسی لئے لا الہ الا اللہ ایمان کی سب سے بلند شاخوں میں سے ایک ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ هَالَهُ اللَّيْلُ أَنْ يُكَابِدَهُ، وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُقَاتِلَهُ، فَلْيُكْثِرْ أَنْ يَقُولَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ يُنْفَقَانِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ» "جس شخص کو رات نے گھبراہٹ میں ڈال دیا کہ اس میں محنت (کرکے عبادت) کرے، یا اس نے مال خرچ کرنے سے بخیلی سے کام لیا اور دشمن سے مقابلہ کرنے میں بزدلی دکھائی تو اُسے چاہئے کہ وہ سبحان اللہ وبحمدہ بکثرت کہے، اس لئے کہ وہ اللہ عزوجل کو سونے چاندی کے پہاڑ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے"[137]۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ؟» اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کے بارے میں

(136) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (14/209)، وصححه الألباني في صحيح الترغيب (3162).

(137) طبرانی کبیر 7795 اور شیخ البانیؒ نے صحیح کہا۔

تمھیں بتلاؤں؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله أَخْبِرْنِي بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى الله، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کے بارے میں بتلایئے! فَقَالَ: «إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى الله: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ» آپ نے فرمایا: بے شک اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ کلام: سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ (138)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى الله» اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ کلام: سُبْحَانَ الله لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ ہے۔ (139)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «التَّأَنِّي مِنَ الله وَالعَجَلَةُ مِنَ الشَّيطَانِ، وَمَا أَحَدٌ أَكثَرَ مَعَاذِيرَ مِنَ الله، وَمَا مِنْ شَيءٍ أَحَبُّ إِلَى الله مِنَ الحَمْدِ» ''اطمینان اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے، اللہ سے زیادہ معذرتوں کو قبول کرنے والا کوئی نہیں اور اللہ کو حمد سے زیادہ محبوب (پسندیدہ) کوئی چیز نہیں''۔ (140)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادَ الله يَومَ القِيَامَةِ الحَمَّادُون» ''بے شک قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں

---

(138) مسلم واللفظ له (2731)، والترمذي (3593).

(139) البخاري في الأدب المفرد (638)، وصحح إسناده الألباني في صحيح الأدب المفرد (496).

(140) رواه أبو يعلي (4256)، وحسنه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (1572).

افضل لوگ اللہ کی بہت زیادہ حمد تعریف بیان کرنے والے ہونگے"۔[141]

اور اس سے پہلے تیرھویں عمل میں ان اذکار و تسبیحات کا ذکر گزر چکا جو ترازو میں وزنی ہونگے، ان صفحات کا پھر سے مطالعہ کیجئے اور دن بھر میں اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھیے۔

محمد القرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر ذکر چھوڑنے کی کسی کو اجازت دی جاتی تو حضرت زکریا علیہ السلام کو اجازت دی جاتی، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا﴾ "تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک تو لوگوں سے بات نہ کر سکو گے، صرف اشارے سے سمجھائیں گے، تم اپنے رب کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اسی کی تسبیح بیان کرتے رہو"۔[آل عمران:٤١]

اگر کسی کو ذکر سے چھوٹ ہوتی تو ان لوگوں کو ہوتی جو اللہ کے راستے میں قتال کرتے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا﴾ "اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو"۔[الأنفال:٤٥]. [حلية الأولياء لأبي نعيم ٣/ ٢١٥]

(6) اللہ کی خشیت سے رونا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ، قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوعٍ فِي خَشْيَةِ اللهِ، وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَمَّا الأَثَرَانِ: فَأَثَرٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَأَثَرٌ فِي فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللهِ» "اللہ کے نزدیک دو

(141) رواه الطبراني في الكبير (254)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (1571).

قطروں اور دو اثروں (نشانوں) سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں، ایک وہ آنسو کا قطرہ جو اللہ کی خشیت میں بہہ پڑے، دوسرا وہ خون کا قطرہ جو اللہ کے راستے میں بہایا جائے، اور باقی دو اثروں (نشانوں) میں سے ایک وہ اثر (نشان) جو اللہ کے راستے میں نکلنے سے آئے اور دوسرا اللہ کے فرضوں میں سے کسی فرض کو ادا کرنے میں آئے"۔ (142)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کے راستے کا اثر سے مقصود جیسے اللہ کے راستے میں نکلنے سے قدم کے نشانات یا دھول یا زخم یا طلب علم میں سیاہی کے داغ و نشانات۔ اور اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی کا اثر سے مقصود جیسے موسم سرما میں وضو کرنے سے ہاتھ پاؤں میں نشان پڑ جانا اور وضو کی وجہ سے گیلے پن کا باقی رہ جانا، سخت گرمی میں سجدہ کرنے کی وجہ سے پیشانی کا جل جانا (داغ آنا)، روزے کی وجہ سے منہ سے خاص قسم کی بو (خلوف) کا آنا اور حج میں قدموں کا غبار آلود ہو جانا 143 ۔

(7) نماز میں دعاء استفتاح پڑھنا

(تکبیر تحریمہ کے بعد سورہ فاتحہ سے پہلے پڑھی جانے والی دعا کو دعاء استفتاح کہتے ہیں)

دعاء استفتاح کئی ہیں جن کی تعداد بارہ تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے ایک مشہور وہ ہے جسے حضرت عائشہ S نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پڑھتے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلاَ إِلَهَ غَيْرُكَ ». (اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تیرا نام

(142) رواه الترمذي (1669) وحسنه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (1326).

(143) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للملا علي القاري (7/400).

بڑا ہی بابرکت ہے، تیری شان نہایت بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے۔[144]

اور اس دعا کا شمار اللہ کے انتہائی پسندیدہ کلام میں سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرَكَ، وَإِنَّ أَبْغَضَ الْكَلَامِ إِلَى اللهِ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: اتَّقِ اللهَ فَيَقُولُ: عَلَيْكَ نَفْسَكَ» "بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ کلام یہ ہے کہ بندہ کہے: (سُبْحَانَكَ اللهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرَكَ) اور اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ کلام یہ کہ کوئی آدمی کسی اور آدمی سے کہے کہ: اللہ سے ڈر، تو آگے سے وہ کہے: جا اپنی فکر کر۔[145]

(8) تھوڑا عمل جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جسے کر کے چھوڑ دیا جائے

فضائل اعمال میں سے کسی عمل پر ہمیشگی اختیار کرنا گرچہ وہ تھوڑا ہی ہو اور اس پر زندگی بھر پابندی کرتے رہنا بہتر ہے اس بات سے کہ اسے کسی ایک موقعہ پر بہت زیادہ

---

(144) الترمذي (243)، وأبو داود واللفظ له (776)، والنسائي (900)، وابن ماجة (804)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (4667).

(145) رواه النسائي في السنن الكبرى واللفظ له (10685)، والطبراني في الكبير (8587)، وصححه الألباني في السلسلة الصحيحة (2939).

کیا جائے پھر ڈھیلے پڑجائیں یا بالکل ہی چھوڑدیں۔ جیسے کسی خیراتی ادارے کو پابندی کے ساتھ کچھ تعاون کرتے رہنا، یا روزانہ قرآن کا کچھ حصہ مقرر کرکے پڑھتے رہنا وغیرہ۔ قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ S سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ» اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے اعمال وہ ہیں جن پر ہمیشگی اختیار کی جائے گرچہ وہ تھوڑے ہوں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت عائشہ S جب کوئی عمل کرتیں تو اسے پابندی سے کرتی رہتی تھیں۔[146]

اٹھارواں عمل: اللہ کی طرف دعوت دینا

بے شک نیکی کی طرف دعوت دینے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے، ایسے ہی ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور آپ ﷺ سے سواری طلب کی، آپ کے پاس کوئی سواری نہ تھی چنانچہ آپ نے ایک اور آدمی کی طرف رہنمائی فرمائی اس نے ایک سواری اسے دے دی، وہ آدمی آکر نبی کریم ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِه» ”بے شک نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر (اجر پاتا) ہے“۔[147]

---

(146) البخاري (6465)، ومسلم واللفظ له (783)، والنسائي (1642).

(147) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (66/19)، والترمذي (2670)، والطبراني في الكبير (632)، وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (116).

یہ حدیث اُن افضل احادیث میں سے ہے جس پر ہمیں خوش ہونا چاہئے کہ اس کے ذریعے ہم بہت زیادہ اجر و ثواب کما سکتے ہیں، وہ سارے لوگ جن کو آپ خیر و عمل صالح کی دعوت دینگے اور وہ اس خیر پر عمل کرینگے تو عنقریب وہ ثواب آپ کے میزان حسنات میں ہوگا، جبکہ ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی، یقینا یہ میزان کو زیادہ، بہت زیادہ بھاری کردے گا۔

چنانچہ جب آپ کو قبرستان میں جنازے کا علم ہو اور آپ اپنے دس دوستوں کو موبائل فون کے ذریعے مسیج (SMS) کرکے باخبر کریں، پھر وہ اس جنازے میں حاضر ہوں تو آپ بیس قیراط کمانے والے بن گئے، اب اگر آپ کے وہ دوست اس مسیج کو اپنے دوستوں کو بھیجیں؟ تو آپ کے اجر و ثواب میں اور بہت زیادہ قیراط جمع ہو جائیں گے۔

کوئی فضیلت والا عمل آپ ایک مرتبہ کرتے ہیں لیکن اس کا ثواب اپنے میزان حسنات میں ہزاروں دفعہ پاتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کچھ لوگوں کو وہ عمل سکھلاتے ہیں اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں، ان میں سے بعض آپ سے بھی زیادہ ہمت والے ہوتے ہیں تو وہ اسے بہت زیادہ دفعہ انجام دیتے ہوں نیز اوروں کو سکھلاتے بھی ہوں تو آپ کو بھی ان کے برابر کا ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اللہ آپ پر رحم فرمائے ! ان جیسے اعمال کی ذخیرہ اندوزی میں دوسروں پر سبقت کریں، یہ آپ کے لئے مال و دولت کے جمع کرنے سے زیاہ بہتر اور دیرپا ثابت ہوگا۔

انیسواں عمل: اپنا میزان بھاری کرنے کا دُھن آپ پر سوار رہے

جس شخص پر اپنے میزان کو بھاری کرنے کا دُھن سوار ہو، میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایک منٹ کا وقت بھی نیکی اور اطاعت کے علاوہ دیگر کاموں میں ضائع کرتا ہو چہ جائیکہ کئی گھنٹے ضائع کرے، اس لئے کہ وہ اپنے میزان کو وزنی کرنے کی فکر میں ہی لگا ہے، تو آپ ایسے شخص کو سب سے زیادہ لغویات (بے فائدہ کام اور باتیں) سے اور برائیوں و نافرمانیوں سے دور پائیں گے۔ اگر اس سے کوئی چوک ہو بھی گئی تو استغفار میں جلدی کرے گا اس ڈر سے کہ اس کی نیکیوں کو کوئی نقصان پہنچے۔

کم از کم ایک دن کے لئے اس طرح کی دُھن اپنے اوپر سوار کرلیں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کا دن کیسے گزرتا ہے، اگر میں یہ کہوں کہ آپ ایک دوسرے ہی انسان بن جائیں گے تو میں کوئی مبالغہ نہیں کر رہا ہوں۔

اعمال کے درمیان فضیلت کا فرق

جس پر اپنا میزان بھاری کرنے کا دُھن سوار ہو اسے چاہئے کہ جب اس کے سامنے زیادہ اعمال ہوں اور وہ پس و پیش میں مبتلا ہو کہ کس کو اختیار کرے تو وہ زیادہ ثواب والے عمل کو اختیار کرے۔

بڑے مشہور تابعی جابر بن زید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: میں یتیم اور مسکین پر ایک درہم صدقہ کروں مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں اپنا فرض حج ادا کرنے کے بعد دوسرا حج کروں۔ [حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم (150/3).]۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ کا خیال تھا کہ ماں کی خدمت، ان کے ساتھ حسن سلوک، تہجد گزاری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: میں رات بھر اپنی ماں کے پیر دباتا رہا اور عمر تہجد پڑھتا رہا اور مجھے اس کی رات کے بدلے اپنی رات کا عمل مسرور کن تھا(148)۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: کئی سارے نصوص سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز صدقہ سے افضل ہے، اس کے باوجود مجبور کی غمگساری کے وقت صدقہ افضل ہوگا(149)۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے افضل عبادت (کے میزان صحیح) کی تعریف میں علماء کے اختلاف کو چار قسموں میں ذکر کیا، اور ان میں سے چوتھی قسم کی ترجیح کی طرف مائل ہوئے، چنانچہ انہوں نے کہا:

چوتھی قسم کے لوگوں نے کہا: بے شک افضل عبادت ہے؛ ہر وقت، اس وقت کی مناسبت اور اس وقت کے وظیفے کی مناسبت سے رب کی رضامندی کا کام کرنا، چنانچہ جہاد کے وقت افضل کام جہاد ہوگا، گرچہ تہجد گزاری اور نفل روزے چھوڑنے بھی پڑ رہے ہوں، بلکہ حالت امن میں جیسی پوری نماز پڑھی جاتی ہے وہ پوری نماز بھی چھوڑنی پڑتی ہو (مختصر کر کے نماز جنگ پڑھنی پڑتی ہو)۔

مثلا: مہمان کی آمد کے موقع پر اس کے حق کی ادائیگی میں رہنا افضل ہے، بھلے اس کی وجہ سے کوئی مستحب وِرد اور وظیفہ سے غفلت برتی جاتی ہو اسی طرح بیوی بچوں کے حق کی ادائیگی میں تھوڑی سی غفلت ہوتی ہو کوئی بات نہیں۔

---

(148) المرجع السابق (90/3).

(149) فتح الباري بشرح صحيح البخاري لابن حجر العسقلاني (13/2 ح 527).

سحر کے وقت نماز، قرآن، دعا، ذکر اور استغفار میں مشغول رہنا زیادہ افضل ہے۔

طالب علم کی رہنمائی اور جاہل کو علم سکھانے کے وقت ان کی تعلیم میں، انہیں کے ساتھ مشغول رہنا افضل ہے۔

اذان کے وقت کسی وظیفے میں لگا ہو تو اسے چھوڑ کر مؤذن کا جواب دینے میں مشغول ہونا افضل ہے۔

پانچوں نماز ان کے وقت میں صحیح طریقے سے ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہنا، اول وقت میں مسجد پہنچنے کی کوشش کرنا اور جمعہ کے لئے جامع مسجد جانا بھلے وہ دور ہو یہ سب افضل ہیں۔

محتاج کی ضرورت پوری کرنے کے وقت اپنے جاہ و منصب، مال و بدن کے ذریعے اس کی مدد کرنے، اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگے رہنا اور اپنے کوئی وظیفے ہوں جو خلوت میں رہ کر کرتے ہوں تو ان پر اس کی ضرورت کو ترجیح دینا یہ سب افضل ہے۔

تلاوت قرآن کے وقت دل کا اس پر جمے رہنا، اس کو سمجھنے اور اس پر غور و فکر کرنے میں کمر ہمت باندھ لینا گویا کہ اللہ اسی سے مخاطب ہے یہ افضل ہے، چنانچہ اس کے سمجھنے غور و فکر کرنے میں اپنے دل کو جما کے رکھنا، کسی حاکم یا بادشاہ کا حکم آئے تو جیسے دل پر اس کا اثر لے کر عمل کی کوشش کرتے ہو اس سے کہیں زیادہ قرآن کو پڑھتے ہوئے، اللہ کے احکام کو نافذ کرنے کا پختہ عزم کر لینا زیادہ افضل ہے۔

وقوف عرفہ کے وقت گڑگڑانے، دعا و ذکر کرنے کی کوشش کرنا افضل ہے اس دن کے روزہ سے ہے جو ان کاموں سے انسان کو عاجز کر دے۔ (عرفہ کے دن حاجیوں کا روزہ رکھنا نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے)۔

عشرہ ذی الحجہ کے دنوں میں بہت زیادہ عبادت کرنا خاص کر تکبیر، تہلیل اور تحمید جیسے اذکار افضل ہیں حتی کہ غیر متعین جہاد سے افضل ہیں۔

رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں رہنا افضل ہے، لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے اور ان کے ساتھ مشغولیت کے مقابلے میں اعتکاف وخلوت میں رہنا، کئی علماء کے ہاں لوگوں کو علم سکھانے اور قرآن پڑھانے سے بھی زیادہ افضل ہے۔

مسلمان بھائی کی بیماری یا وفات کے وقت اس کی عیادت کرنا، اس کے جنازے میں شرکت کرنا، جنازے کے پیچھے جانا افضل ہے۔

لوگوں سے کوئی تکلیف پہنچنے یا ان کی طرف سے کوئی مصیبت آن پڑنے پر ان کے ساتھ صبر کے ساتھ ملے رہنا ان سے دور نہ بھاگنا افضل ہے۔ کیونکہ وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ ملا جلا رہتا ہے اور ان سے ملنے والی تکلیفوں کو صبر کے ساتھ جھیلتا ہے افضل ہے اس شخص سے جو لوگوں کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھتا اور نہ وہ اسے کوئی تکلیف دیتے ہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ خیر کے کاموں میں ان کے ساتھ ملے جلے رہیں، یہ ایسے وقتوں میں ان سے کٹے رہنے سے بہتر ہے۔ اور برائی کے وقت ان سے الگ تھلگ رہنا ان کے ساتھ ملے رہنے سے افضل ہے۔ اگر اسے اس بات کا علم ہو کہ وہ ان کے ساتھ برائی کے وقت میں مل کر رہنے سے وہ اس برائی کو ختم کر سکے گا یا کم کر سکے گا تو ایسے وقت ان کے ساتھ مل کر رہنا افضل ہے ان سے الگ رہنے کے مقابلے میں۔ ہر وقت اور ہر حال میں اس وقت و حالت کی مناسبت سے اللہ کی مرضی کو ترجیح دینا اور وقت کے واجب وظیفے کو اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا افضل ہے۔ [مدارج السالکین بین منازل إياك نعبد وإياك نستعين لابن القيم الجوزية (88/1).]۔

میزان کو ہلکے کرنے والے اعمال

اپنے میزان کو بھاری کرنے پر حریص مسلمان کو گناہوں سے باز آنا چاہئے اور وفات سے پہلے پہلے ان سے استغفار کرتے رہنا چاہئے کیونکہ خوش نصیب وہ ہے جو مرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے گناہ بھی مرتے ہوں بد نصیب وہ ہے کہ وہ مرتا ہے اور اس کے پیچھے اس کے گناہ باقی رہتے ہوں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ S نے کہا: تم اللہ سے اس حال میں ملو کہ تمہارے کم سے کم گناہ ہوں اس سے بڑھ کر بہتری اور کوئی نہیں، جسے یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ نیکیوں میں انتھک محنت کرنے والے سے آگے رہے تو اُسے اپنے آپ کو زیادہ گناہوں سے بچا کے رکھنا چاہیئے [صفة الصفوة لابن الجوزي (350/1)]۔

گناہوں کی کثرت میزان کو ہلکا کرتی ہے اور اسے وزنی نہیں بناتی، اس لئے کہ نیکیاں ایک پلڑے میں اور برائیاں دوسرے پلڑے میں رکھی جائیں گی، جب نیکیاں زیادہ وزنی ہونگی تو وہ شخص ان میں سے ہوگا جس کا میزان بھاری ہوگا، اور جب برائیاں زیادہ یا وزنی ہونگی تو وہ ان میں سے ہوگا جس کا میزان ہلکا ہوگا، گویا برائیاں ہی میزان کو ہلکا کرتی ہیں وزنی نہیں کرتیں۔ مولائے حق تبارک و تعالی کا ارشاد ہے: ﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ * فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ * وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ * فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾ ''پھر جس کے پلڑے بھاری ہونگے وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہونگے اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے''۔[القارعة: ٦-٩]

گناہوں کی کئی قسمیں ہیں: ان میں سے کچھ ایسے ہیں کہ جن کے مرتکب کے حق میں چھوٹا گناہ لکھا جائیگا، جو گناہِ صغیرہ سے جانے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے کرنے والے کے حق میں بڑا گناہ لکھا جائیگا، جو گناہ کبیرہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اِن کبیرہ گناہوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو بہت ساری نیکیوں کو برباد کردیتے ہیں، کچھ ایسے ہیں جو ساری ہی نیکیوں کو برباد کردیتے ہیں، ان سبھی کی وجہ سے میزان کو کم اور بہت زیادہ ہلکا کردینگے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ہم ایسے گناہوں کے بارے میں جانکاری حاصل کریں پھر ان سے بچیں کیونکہ ہماری نیکیوں پر ان کی خطرناکیاں بہت بھیانک ہیں۔

پہلا: چھوٹے گناہ

یہ وہ چھوٹے گناہ ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالی نے بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے، اس شرط پر کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے اور چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ جانا جائے۔ چنانچہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾. "ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے، بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے، وہ تمہیں بخوبی جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو وہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے"۔[النجم: ۳۲].

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلاً كَرِيمًا﴾ ''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے''۔ [النساء:۳۱]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوا فِي بَطْنِ وَادٍ، فَجَاءَ ذَا بِعُودٍ، وَجَاءَ ذَا بِعُودٍ حَتَّى أَنْضَجُوا خُبْزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ مَتَى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ» ''چھوٹے گناہوں سے بچو! بے شک چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کچھ لوگ ایک وادی میں اترے، ایک آدمی ایک لکڑی لایا دوسرا آدمی دوسری لکڑی لایا یہاں تک کہ (جب کئی ساری لکڑیاں جمع ہو گئیں) تو انہوں نے اپنی روٹیاں پکا لیں، بے شک چھوٹے گناہ، جب ان کے کرنے والے کو پکڑا جائیگا تو وہ اسے ہلاک کر کے رکھیں گی''۔(150)

اسی لئے ان گناہوں سے خوف کھانا چاہئے اور انہیں معمولی نہیں سمجھنا چاہئے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان صحابہ کی طرح ہوں جو اللہ کی قدر کو کما حقہ پہچانے ہوئے تھے، اور چھوٹے گناہوں کو بہت بھاری سمجھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بے شک تم ایسے عمل کرتے ہو کہ جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی باریک ہیں مگر ہم

---

(150) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (253/19)، والطبراني في الكبير (10500)، وصححه السيوطي في الجامع الصغير (2916)، والألباني في صحيح الجامع (2686).

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں انہیں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے (151)۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا: چھوٹے گناہ جب اصرار کے ساتھ بہت زیادہ ہو جائیں تو وہ بڑے گناہ ہو جاتے ہیں۔ اسد بن موسی نے 'زھد' میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بے شک ایک آدمی ایک نیکی کرتا ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہے اور چھوٹے گناہوں کو بھول جاتا ہے، پھر جب اللہ سے ملتا ہے تو وہ چھوٹے گناہ اسے گرا کر رکھ دیتے ہیں۔ ایک دوسرا آدمی برائی کرتا ہے اور برابر ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اللہ سے ملتا ہے تو امن و امان سے ملتا ہے (152)۔

دوسرا: بڑے گناہ

مسلمان کو چاہئے کہ چھوٹے گناہوں سے پہلے بڑے گناہوں سے باز رہے، اس لئے کہ برائیوں کے پلڑے میں وہ وزنی ہونگے، اور وہ بہت زیادہ ہیں۔ بڑے گناہ کی تعریف علماء نے یوں کی: ہر وہ گناہ جس کے کرنے والے پر لعنت یا ناراضگی یا ویل (ہلاکت و بربادی) یا جہنم یا غصہ یا کسی حد (دنیوی سزا، جیسے چور کے ہاتھ کاٹنا، زانی کو سنگسار کرنا وغیرہ) کی وعید سنائی گئی وہ گناہ کبیرہ ہے (یعنی بڑے گناہ ہیں)۔

---

(151) رواه الإمام أحمد – الفتح الرباني- (253/19) ، والبخاري واللفظ له (6492) ، والدارمي عن عبادة بن قرط (2768) ، والحاكم (7674) ، وأبو يعلى (4207).

(152) فتح الباري بشرح صحيح البخاري لابن حجر العسقلاني (337/11 ح 6492).

ابن حجر رحمہ اللہ نے گناہ کبیرہ کی تعریف میں کہا: تمام تعریفوں میں قرطبی رحمہ اللہ کا قول سب سے اچھا ہے جسے انہوں نے 'المفھم' میں ذکر کیا: ہر وہ گناہ جسے قرآن وسنت کی نص یا اجماع نے کبیرہ یا عظیم کہا یا جس کے بارے میں سخت سزا، یا جس پر حد نافذ ہونے کی خبر دی گئی یا جس پر سخت نکیر کی گئی وہ گناہ کبیرہ ہے۔ اس بنیاد پر ضرورت اس بات کی ہے کہ کن کن چیزوں پر وعید یا لعنت یا فسق کا ذکر ہے قرآن اور صحیح وحسن احادیث میں تلاش کیا جائے، نیز قرآن اور صحیح وحسن حدیثوں میں کن چیزوں کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا وہ بھی ان میں شامل کیا جائے[153]۔

اس کی ایک مثال وہ ہے جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا، طَلَّقَهَا، وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا، وَرَجُلٌ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا، فَذَهَبَ بِأُجْرَتِهِ، وَآخَرُ يَقْتُلُ دَابَّةً عَبَثًا» "بے شک اللہ کے ہاں گناہوں میں سب سے عظیم گناہ یہ ہیں: ① کہ کوئی آدمی کسی عورت سے شادی کرلے، پھر جب اس سے اپنی حاجت پوری کرلے تو اسے طلاق دے اور اس کا مہر بھی لے اُڑے (یعنی اس عورت کو مہر نہ دے)، ② وہ آدمی جس نے کسی آدمی کو مزدوری پر رکھ لیا اور اس کی مزدوری کھا گیا، ③ وہ آدمی جس نے کسی جانور کو بے کار قتل کیا"۔[154]

---

(153) فتح الباري (12/191 ح 6857).

(154) رواه الحاكم (2743)، والبيهقي (14173)، وحسنه الألباني في صحيح الجامع (1567).

تیسرا: نیکیوں کو برباد کرنے والے اعمال

کچھ ایسے کبیرہ گناہ ہیں جن پر سخت وعید آئی ہے اور جو ان کا ارتکاب کرے ان کے نیک اعمال برباد ہونے کی دھمکی دی گئی ہے، ان کو 'مُحبطات الأعمال' (نیکیوں کو برباد کرنے والے) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ شرک اور رِدَّت (مرتد ہونا یعنی دین اسلام سے پھر جانا) کے علاوہ کوئی دوسرا عمل پوری طرح نیکیوں کو برباد کرنے والا نہیں ہوتا۔

اسی لئے علماء نے ایسے کبیرہ گناہوں سے متعلق احادیث کی متعدد تاویلات کی ہیں، ان میں زیادہ درست بات یہ ہے کہ یہ تنبیہ اور ڈانٹنے کے لئے ہیں اور ان جیسے گناہوں کا مرتکب انسان اللہ کی مشیت کے تحت ہوگا، (چاہے وہ اس کو معاف کردے یا عذاب دے)۔

اسی لئے کبیرہ گناہ عام ہیں اور 'مُحبطات الأعمال' خاص ہیں۔ اگر مسلمان اپنے میزان کو بھاری کرنے اور قیامت کے دن اپنی مصیبت کو ہلکا کرنا چاہتا ہے تو ان سے بچنا اور ڈرنا چاہئے۔

سب سے اہم مُحبطات الاعمال

(1) شرک اور رِدَّت

شرک سب سے بڑا گناہ ہے جس کا ارتکاب ابن آدم کرتا ہے، وہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت گناہ ہے اور وہ ایک تنہا ایسا گناہ ہے کہ جو شخص اس سے توبہ کئے بغیر مر جاتا ہے تو اللہ عزوجل ہر گز قیامت کے دن اسے معاف نہیں

کریں گے۔ فرمان باری تعالی ہے: إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا﴾ [النساء:٤٨]. ''بے شک اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو کسی کو اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہرائے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا''۔ ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِيدًا﴾ [النساء:١١٦]. ''یقیناً اللہ تعالی قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جاپڑا''۔

اور اللہ تعالی نے ہر مخلوق کے عمل کو چاہے وہ کتنا ہی اونچا مقام و مرتبہ رکھتا ہو اس کے عمل کو برباد کرنے کی وعید سنائی اگر وہ شرک کا ارتکاب کرے حتی کہ وہ نبی اور پیغمبر ہی کیوں نہ ہو! حاشا و کلا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے ایسا گناہ سرزد ہو (یہ تنبیہ امت کے لئے ہے)۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [الزمر:٦٥]. ''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

اسی لئے مسلمان کو چاہئے کہ وہ شرک سے ہر طرح سے بچا رہے اور اپنی توحید کو شرک کے شائبہ سے بچا کر رکھے اور کوئی ایسا عمل نہ کرے جس میں شرک کا شبہ یا وہ شرک میں سیدھے لے جاتا ہو۔

کفراور ردت کی بعض قسمیں:

[أ] دین اور دینداروں کا مذاق اڑانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ * لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ﴾ [التوبة:٦٥-٦٦] ''اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں گپ شپ کرتے اور دل بہلاتے تھے، کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کرلیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے''۔

[ب] دین کی کسی چیز کو ناپسند کرنا

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾ [محمد:٩] ''کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے لہذا اللہ نے اُن کے اعمال ضائع کردیئے''۔

ایسے لوگ بہت چوکنا رہیں جنہیں اللہ کی شریعت یا رسول اللہ ﷺ کی سنت میں سے کوئی چیز پسند نہیں آتی اور وہ ان کے خواہشات کے موافق نہیں ہوتی تو وہ اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں۔

[ج] اللہ کو ناراض کرنے والے گناہوں کے پیچھے پڑنا اور اللہ کو راضی کرنے والی نیکیوں کو ناپسند کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾ ''کیونکہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو ناپسند کیا اسی بنا پر اُس نے ان کے اعمال ضائع کردیئے''۔ [محمد:٢٨]

(2) ریاکاری (دکھلاوا، شرک اصغر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ» ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں سارے شریکوں سے شرک سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس کسی نے کوئی عمل کیا اس میں میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا''۔(155)

شُفَيًّا الأصبحی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ آئے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کے اطراف جمع ہیں پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، چنانچہ وہ کہتے ہیں: میں ان کے قریب ہوا، ان کے سامنے بیٹھا، وہ لوگوں کو حدیثیں سنا رہے تھے، پھر جب وہ چُپ ہوئے اور اکیلے رہ گئے تو میں نے کہا: میں آپ

---

(155) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (221/19) ومسلم واللفظ له (2985)، والترمذي (3154)، وابن ماجة (4202).

کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے رسول ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہو جسے آپ نے خود سمجھا اور اچھی طرح جانا ہو تو وہ مجھے سنائیں، ابوہریرہ ؓ نے کہا: ٹھیک ہے، میں یہ کام کروں گا، میں ایک حدیث سناؤں گا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، سمجھا اور اچھی طرح جانا ہے، پھر ابوہریرہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے، کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو کہا: میں ایک حدیث سناؤں گا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس گھر میں سنا، میرے اور آپ کے علاوہ اس وقت ہمارے ساتھ کوئی اور نہ تھا، پھر ابوہریرہ چیخ مار کر دوسری بار بے ہوش ہو گئے، پھر جب ہوش آیا تو چہرے پر مسح کیا اور کہا: البتہ ضرور میں تمہیں ایک حدیث سناؤں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے سنایا، اس وقت میں اور آپ اس گھر میں تھے، ہمارے ساتھ اس وقت میرے اور آپ کے علاوہ کوئی نہ تھا، پھر ابوہریرہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش آیا تو چہرہ مسح کر کے کہا: میں آپ کی بات پوری کروں گا، ایک حدیث سناؤں گا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، میں اور وہ اس گھر میں تھے، میرے اور آپ کے علاوہ کوئی اور ہمارے ساتھ نہ تھا، پھر ابوہریرہ چیخ مار کر پہلے سے زیادہ بے ہوش ہو گئے، پھر منہ کے بل گرنے ہی والے تھے کہ میں نے دیر تک اپنے سے ٹیک دے کر رکھا، پھر جب ہوش آیا تو کہا: رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی:

قیامت کے دن بے شک اللہ تعالی بندوں کی طرف اتر کر آئے گا ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے، ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہو گی، چنانچہ اللہ تعالی سب سے پہلے جس کو بلائے گا اس آدمی کو جس نے قرآن (اپنے سینے میں) جمع کیا، اور وہ جو اللہ کے راستے میں قتل ہوا، اور وہ جو بہت زیادہ مال والا تھا، اللہ تعالی قاری قرآن سے پوچھے گا: میں

نے اپنے رسول پر جو چیز اتاری تھی کیا وہ تم کو نہیں سکھائی تھی؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، اے رب! اللہ پوچھے گا: جو کچھ تو نے سیکھا اس پر کتنا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں دن رات اس کی تلاوت کیا کرتا تھا، اللہ اس سے فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے: تو نے جھوٹ کہا، تب اللہ عزوجل فرمائے گا: دراصل تیری چاہت یہ تھی کہ تجھے کہا جائے: کہ فلاں بہت اچھا قاری ہے، یقیناً ایسے کہا گیا۔

پھر مال والے آدمی کو لایا جائے گا، اللہ تعالی اس سے پوچھے گا: کیا میں نے تجھ کو اتنی فراوانی عطانہ کی تھی کہ تو کسی کا محتاج نہ رہے؟ وہ کہے گا: ہاں کیوں نہیں اے پروردگار! تب اللہ پوچھے گا: جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا اس میں تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں اس سے صلہ رحمی کرتا، صدقہ و خیرات کرتا تھا، اللہ تعالی فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے: تو نے جھوٹ کہا: اور اللہ عزوجل فرمائے گا: بلکہ تو تو یہ چاہتا تھا کہ کہا جائے کہ: فلاں بڑا سخی ہے، اور یقیناً ایسے کہا جا چکا ہے۔

پھر اس کو لایا جائے گا جو اللہ کے راستے میں قتل ہوا، اللہ اس سے پوچھے گا: تو کیوں کر قتل ہوا؟ مجھے تیرے راستے میں جہاد کا حکم دیا گیا، چنانچہ میں نے قتال کیا یہاں تک کہ قتل ہوا، تب اللہ تعالی اس سے فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی کہیں گے: تو نے جھوٹ کہا، اور اللہ عزوجل فرمائے گا: بلکہ تو چاہتا تھا کہ کہا جائے: فلاں بڑا بہادر ہے، اور ایسے کہا جا چکا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے میرے گھٹنے پر مارا، پھر فرمایا: اے ابوہریرہ! اللہ کی مخلوق میں یہ تینوں سب سے پہلے لوگ ہیں قیامت کے دن جن کے ذریعے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔

ولید ابو عثمان نے کہا: عقبہ بن مسلم نے مجھے خبر دی کہ یہ شُفَیّا وہی ہے جو معاویہ کے پاس آئے اور اس حدیث کی انہیں خبر دی۔ ابو عثمان نے کہا: علاء بن ابو حکم نے مجھے حدیث سنائی: کہ وہ (یعنی شفیا) معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیاف (محافظ) تھے، ایک دفعہ کوئی آدمی ان کے ہاں آیا، اور ابو ہریرہ کے حوالے سے اس حدیث کی خبر دی، تب معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان جیسے (قاری، مجاہد اور سخی) لوگوں کے ساتھ اگر یہ سلوک ہوا تو پھر باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ پھر معاویہ زار و قطار رونے لگے، ایسا محسوس ہونے لگا روتے روتے نہ مر جائیں، ہم نے کہا: یہ آدمی تو بڑی بُری خبر لے کر آیا، پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو چہرہ پونچھا اور کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ * أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔ [هود:15-16]۔ (156)

(156) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (223/19)، ومسلم (1905)، والترمذي واللفظ له (2382)، والنسائي (3137)، والحاكم (2528).

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: اس آیت کے بارے میں مجاہد نے کہا: وہ دکھلاوا کرنے والے لوگ ہیں، اور یہ بات بڑی مشکل ہے، اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں: ''یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں'' یہ مومن کے شایان شان نہیں، ہاں اگر ہم یہ کہیں: جب یہ فاسد اعمال اور باطل افعال غیر اللہ کے لئے ہوں تو ان کا کرنے والا سخت وعید کا حقدار ہوگا، اور وہ ہے آگ کا عذاب۔ اسی طرح تفسیر خازن میں ہے (تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي للمباركفوري (57/7).)۔

(3) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات سے آگے بڑھنا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالی سننے والا، جاننے والا ہے۔ [الحجرات:١]

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا: اکثر لوگوں کو ان گناہوں کی خبر ہی نہیں جو نیکیوں کو برباد کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾. ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ [الحجرات:٢]

اللہ سبحانہ وتعالی نے مومنین کو تنبیہ کیا کہ اگر وہ رسول اکرم ﷺ سے ایسے ہی

اونچی آواز میں بات کریں گے جیسے کہ وہ آپس میں بات کرتے ہیں تو ان کے اعمال برباد ہونگے، اور یہ ارتداد (دین اسلام سے خروج) نہیں ہے، بلکہ گناہ و معصیت ہے جس سے نیک عمل برباد ہوگا اور اس گناہ کے مرتکب کو اس کا شعور بھی نہ ہوگا، جب یہ بات ہے تو پھر اس کے بارے میں کیا خیال ہے جو رسول ﷺ کے قول، ہدایت اور طریقے غیروں کے قول، ہدایت اور طریقے کو مقدم کرے؟ کیا اس کی لاشعوری میں اس کا نیک عمل برباد نہ ہوگا؟[157]

کیا ہمارے وہ بھائی جو کسی کی رائے اور کسی کے طریقے کو نبی کریم ﷺ کے طریقے پر ترجیح دیتے ہیں، مقدم رکھتے ہیں متنبہ ہوں گے؟

(4) اللہ کی قسم کھانا کہ اللہ تعالی فلاں کو نہیں بخشے گا

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ، فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ». ”ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں آدمی کو نہیں بخشے گا، اور اللہ تعالی نے فرمایا: کون ہے جو مجھ پر قسم کھا کر کہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل کو برباد کردیا“۔[158]

---

(157) الوابل الصيب ورافع الكلم الطيب لابن القيم الجوزية (صفحة 17).

(158) رواه الإمام مسلم واللفظ له (2621)، وابن حبان (5711)، والطبراني في الكبير (1679)، وأبو يعلى (1529).

(5) عصر کی نماز چھوڑ دینا

اللہ عزوجل نے پانچوں نمازوں کی حفاظت کا بالعموم اور نماز عصر کی پابندی کا اس کی اہمیت کے پیش نظر بالخصوص حکم دیا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾. ''نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالی کے لئے باادب کھڑے رہا کرو''۔ [البقرة: ٢٣٨]

ابو مُلیح رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنگ میں تھے، وہ دن بدلی والا تھا، تو انہوں نے کہا: عصر کی نماز اس کے اول وقت میں ادا کرو، بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ تَرَكَ صَلاَةَ العَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ» '' جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے اعمال برباد ہوئے''۔ (159)

حضرت عبد اللہ بن عمر < سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «الَّذِي تَفُوتُهُ صَلاَةُ العَصْرِ، كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ» ''جس کی عصر کی نماز چھوٹی گویا اس کے اہل وعیال مال ومتاع سب برباد ہوئے''۔ (160)

---

(159) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني – (259/2) ، والبخاري واللفظ له (553) ، والنسائي (474) ، وابن ماجة (694) ، وابن حبان (1470) ، وابن خزيمة (336).

(160) رواه الإمام مالك (21) ، وأحمد –الفتح الرباني – (263/2) ، والبخاري واللفظ له (552) ، ومسلم (626) ، والترمذي (175) ، والنسائي (478) ، وأبو داود (414) ، وابن ماجة (685).

(6) خلوت میں اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنا/ حرام کا ارتکاب کرنا

صحابی جلیل حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے جس نے نیک لوگوں کو ان کے بستروں سے جدا کر دیا، انہیں اپنے دلوں میں نفاق کا خدشہ پیدا ہو گیا اور انہیں اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ کہیں ان کے اعمال برباد نہ ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا» ، قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ الله صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ، وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ انْتَهَكُوهَا»

”میں میری امت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے سفید پہاڑوں کی طرح نیکیوں کے ساتھ آئیں گے پس اللہ تعالی ان نیکیوں کو ذرات کی طرح اُڑا دے گا (کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی)۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے اوصاف بیان کیجئے اور ان کے بارے میں واضح فرما دیجئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم لاعلمی میں ان جیسے نہ ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو وہ تمہارے ہی بھائی ہیں، تمہاری ہی جنس سے ہیں، جیسے تم راتوں میں عبادت کرتے ہو ویسے وہ بھی کرتے ہیں لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں“۔ (رواه ابن ماجة (4245) ، والطبراني في الأوسط (4632) ، والبيهقي ، وصححه الألباني في صحيح الترغيب 2346.)۔

ہم کوشش کریں کہ ہمارا باطن ظاہر سے اچھا ہو، اور ہم تنہائی میں حرام کاموں کا ارتکاب کر کے اللہ کو بہت کم دیکھنے والا، بہت کم جاننے والا نہ سمجھیں۔ اور اللہ تعالی کو بغیر دیکھے ڈرنے والوں کے لئے کس قدر ثواب ہے اس کو یاد کر لیں جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

(7) کتا پالنا (سوائے شکار، کھیتی اور بکریوں کی حفاظت کے لئے)

حضرت ابن عمر < سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا، إِلَّا كَلْبَ زَرْعٍ، أَوْ غَنَمٍ، أَوْ صَيْدٍ، يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ» ”جس نے کتا پالا سوائے کھیتی، بکری اور شکاری کتوں کے تو اس کے اجر (نیکیوں) میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہو جاتا ہے“۔ (161)

کون ہے؟ جو ہر دن ایک قیراط نیکیاں جمع کرتا ہو، تو پھر اس کا کیا حال جسے ہر دن اس کے برابر نیکیوں کا خسارہ ہوتا ہو۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ؟

(8) نجومی سے سوال کرنا

حضرت صفیہ S نبی کریم ﷺ کے کسی زوجۂ مطہرہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً» جو کوئی عراف (نجومی، گم شدہ چیزوں کی خبر دینے کا دعوی کرنے والا) کے پاس

---

(161) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (24/16)، والبخاري (2322)، ومسلم واللفظ له (1575)، والترمذي (1489)، وأبو داود (2844).

آئے پھر اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔(162)

(9) کاہن اور جادو گروں کی تصدیق کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ أَتَى كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ» ''جو کوئی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور تصدیق کی اس چیز کی جو اس نے کہا، تو اس نے کفر کیا اس چیز کے ساتھ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی''۔(163)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفا مروی ہے کہ: «مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ سَاحِرًا أَوْ كَاهِنًا فَسَأَلَهُ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم» ''جو کوئی عراف یا جادو گر یا کاہن کے پاس آئے اور جو کچھ وہ کہے اس پر یقین کرلے تو گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا کفر کیا''۔(164)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ»

---

(162) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني– (133/16)، ومسلم واللفظ له (2230)، والبيهقي (16287)، والطبراني في الأوسط (1402).

(163) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني- (133/16)، والبيهقي (16273)، والطبراني في الكبير (10005)، وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (5939).

(164) رواه أبو يعلى (5408) واللفظ له، والبيهقي (16274)، والبزار، وقال الألباني في صحيح الترغيب والترهيب: صحيح موقوف (3048).

"جو کوئی حائضہ بیوی سے صحبت کرے، یا بیوی کے پچھلے راستے سے صحبت کرے یا کاہن کے پاس آکر اس نے جو کہا اس کی تصدیق کرے تو گویا اس نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کے ساتھ کفر کیا"۔ (165)

علامہ محمد عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کے اس قول "گویا اس نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کے ساتھ کفر کیا" کی تشریح میں کہا: غالب خیال یہ ہے کہ اس قول کو سختی پر محمول کیا جائے گا جیسا کہ ترمذی نے کہا، یہ بھی کہا گیا کہ اگر کوئی ان کے پاس آنے کو حلال سمجھے اور سچ مانے تو کفر اس کے ظاہر معنیٰ میں ہے لیکن اگر کوئی ان دونوں کے علاوہ کسی اور نیت سے آئے وہ کفران نعمت میں شمار ہوگا (166)۔

(10) شراب پینا

حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا،

---

(165) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني– (155/2)، الترمذي (135)، وأبو داود (3904)، وابن ماجة واللفظ له (639)، والنسائي في السنن الكبرى (9017)، والدارمي (1136)، والبيهقي في شعبه (13902) وصححه الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (2433).

(166) تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي للمباركفوري (419/1 ح 135).

فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللهُ عَلَيْهِ، وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الخَبَالِ» قِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَمَا نَهْرُ الخَبَالِ؟ قَالَ: نَهْرٌ مِنْ صَدِيدِ أَهْلِ النَّارِ ''جس نے شراب پی اللہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا، اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، اگر پھر پینے لگ جائے تو اللہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا، پھر اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، پھر دوبارہ پیئے تو اللہ پھر چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا، پھر اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، پھر اگر وہ چوتھی بار پیئے گا تو اللہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کرے گا، پھر اگر توبہ بھی کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اس کو نہر خبال سے پلائے گا''۔ پوچھا گیا کہ اے ابو عبد الرحمن! نہر خبال کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ وہ نہر ہے جس میں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہے۔(167)

(11) لوگوں کے حقوق ہڑپ کر جانا اور ان پر ظلم کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ» ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ

---

(167) رواه الترمذي واللفظ له (1862)، والنسائي (5670)، وأبو داود (3680)، وابن ماجة (3377) وصححه الألباني في صحيح الجامع (6312).

مَا عَلَيْهِ مِنَ الخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔ "جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم ہوں نہ سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں، بلکہ) میری امت کا مفلس وہ آدمی ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ کے ساتھ آئے گا، (لیکن اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر بہتان تراشی کی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا چنانچہ اس کی نیکیاں ان (تمام مظلومین) کو دی جائیں گی پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں قبل اس کے کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق باقی ہوں، تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا"۔ (168)

حضرت عائشہ Š سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے، میری خیانت کرتے اور میری نافرمانی کرتے ہیں اس پر میں انہیں گالی دیتا اور مارتا ہوں، تو میں ان کے مقابلے میں کیسا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہوں نے جو کچھ تمہاری خیانت کی، نافرمانی کی، تم سے جھوٹ بولا اور تم نے انہیں جو سزا دی (ان سب کا) حساب لیا جائے گا، تم نے انہیں جو سزا دی وہ ان کے گناہوں کے برابر ہو تو معاملہ برابر کا ہے نہ تمہیں کوئی نیکی نہ تم پر کوئی گناہ۔ اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں

---

(168) رواه مسلم واللفظ له (2581)، والترمذي (2418)، وابن حبان (4411)، والبيهقي (11284)، والطبراني في الأوسط (2778) وأبو يعلى (6499).

سے کم ہو تو پھر تم صاحب فضل ٹھہرے اور اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں سے زیادہ ہو تو جس قدر زیادہ ہے اس قدر تمہاری نیکیاں ان کو بدلے میں دی جائیں گی''۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص پرے ہٹ کر زار و قطار رونے لگا، تب آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ کی کتاب میں یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ﴾ ''قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہو گا ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے''۔ [الأنبياء:٤٧]

تب اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے لئے اور ان کے لئے اس سے بہتر کوئی اور راہ نہیں پاتا کہ بس میں انہیں چھوڑ دوں، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب کے سب آزاد ہیں[169]۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: «رَحِمَ اللهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ حَمَّلُوهُ عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ» ''اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اپنے کسی بھائی پر اس کی عزت و آبرو میں یا مال و دولت میں کچھ ظلم و زیادتی کی ہو پھر اس کے پاس آکر اس سے اس کا ازالہ کروالیتا ہو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں

---

[169] ترمذی 3165، شیخ البانیؒ نے صحیح ترمذی 2531 میں صحیح کہا۔

(ازالے کے لئے) دینار ودرہم نہیں چلیں گے، اگر اس کے پاس نیکیاں ہونگی تو اس سے نیکیاں لے لی جائیں گی، اگر نیکیاں نہ ہوں تو ان (مظلومین) کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے"۔[170]

سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: تو اللہ سے اس حال میں ملے کہ تجھ پر ستر گناہ ہوں جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان میں ہوں یہ ہلکا ہے بہ نسبت اس حال میں ملے کہ تیرے اور بندوں کے درمیان ایک گناہ ہو[171]۔

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ایذاء نہ پہنچانے کے بارے میں اس قدر سختی کی کہ آپ نے مجاہدین کو اس بات کی دھمکی دی کہ اگر وہ دوران جہاد راستوں میں لوگوں کو تکلیف دیں گے تو ان کا ثواب کم ہوگا یا ان کا جہاد بے کار ہوگا۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں فلاں فلاں غزوے اللہ کے نبی ﷺ کے ہمرکاب تھا تو لوگوں نے (پڑاؤ ڈالنے کے لئے اپنی ضرورت سے زیادہ) جگہ لے کر تنگی کا مظاہرہ کیا اور (چلنے والوں کے لئے) راستہ تک نہ چھوڑا، اس پر نبی کریم ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرنے کے لئے ایک منادی کو بھیجا: «أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ» "جو شخص کسی منزل (پڑاؤ ڈالنے میں) کو تنگ کیا یا راستے کو بند کیا تو اس کا جہاد نہیں"۔[172]

---

(170) رواه الترمذي (2419)، وابن حبان (7362)، وأبو يعلى (6539)، والطبراني في الأوسط (1683)، وصححه السيوطي في الجامع الصغير (4433)، والألباني في التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان (7318).

(171) التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة للقرطبي، تحقيق مجدي السيد (13/2).

(172) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني– (43/14)، وأبو داود واللفظ له (2629)،

(12) بداخلاقی

جب اچھے اخلاق میزان کو بھاری کرتے ہیں جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا ہے تو اس کے مقابل برے اخلاق نیک اعمال کو برباد کرنے کے ساتھ ساتھ میزان کو ہلکا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر ے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى الله أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى الله سُرُورٌ تُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً ، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا ، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوعًا، وَلأَنْ أَمْشِي مَعَ أَخٍ لِي فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ شَهْرًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ؛ مَلأَ اللهُ قَلْبَهُ رَجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيهِ فِي حَاجَةٍ حَتَّى يُثْبِتَهَا لَهُ ثَبَّتَ اللهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُولُ الْأَقْدَامُ وَإِنَّ الْخُلُقَ السَّيِّئَ يُفْسِدُ الْأَعْمَالَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ»

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہے جو لوگوں لئے زیادہ فائدہ مند ہے، اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں کہ تم کسی مسلم کے دل میں خوشی داخل کرو، یا اس کی تکلیف دور کرو، یا اس کا قرض ادا کرو، یا اس کی بھوک مٹاؤ۔ میں کسی مسلم بھائی کے ساتھ اس کی کوئی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلوں، مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں ایک مہینہ مسجد میں اعتکاف کروں۔ جو اپنا غصہ روک لے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائینگے، جو اپنے غصے کو قابو میں کرے ایسے وقت جب کہ وہ

والبيهقي (18239) ، والطبراني في الكبير (434) ، وأبو يعلى (1483) ، وصححه الألباني في صحيح الجامع (6378).

چاہے تو اسے نافذ کر سکتا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو رضامندی سے بھر دیگے، کوئی اپنے مسلم بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کو پورا کردے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہاں قدم لڑکھڑائیں گے اس کے قدموں کو ثابت رکھیں گے اور برے اخلاق عمل کو ایسے ہی خراب کرتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔(173)

(13) مسلمان کی عزت پہ حملہ کرنا

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ» سود میں سب سے بڑا سود؛ کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔(174)

(14) مجاہد کے گھر والوں کی خیانت کرنا

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُونُهُ فِيهِمْ، إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ؟» وفي رواية: فقال: «فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ» فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا

---

(173) المعجم الكبير للطبراني 13646، ومعجمه الصغير 6026، وابن أبي الدنيا 36، وحسنه الألباني في صحيح الجامع 176، وصحيح الترغيب 2623.

(174) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني– (217/19) وأبو داود (4876)، والبيهقي 20916، والطبراني في الكبير (357)، وصححه الألباني في صحيح الجامع (2203).

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «فَمَا ظَنُّكُمْ؟» ''جہاد کرنے والوں کی عورتوں کی عزت جہاد نہ کرنے والوں کے لئے ان کی اپنی ماؤں کی عزت کی طرح ہے، جہاد نہ کرنے والوں میں سے جو شخص مجاہد کے گھر والوں کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اس میں خیانت کرتا ہے، قیامت کے دن مجاہد کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اس کی نیکیوں میں سے جتنی چاہے لے لے۔ رسول ﷺ نے پوچھا اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ایک اور روایت میں ہے: مجاہد سے کہا جائے گا: اس آدمی کی نیکیوں میں سے تو جتنی نیکیاں چاہتا ہے لے لے، پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف پلٹے، اور پوچھا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟[175]

(15) خودکشی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ہم خیبر کی جنگ میں شریک تھے، رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں جو آپ کے ساتھ تھے اور خود کو مسلمان کہتے تھے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے، پھر جب لڑائی شروع ہوئی وہ آدمی بڑی پامردی سے لڑا اور زخمی ہو گیا، ممکن تھا کہ کچھ لوگ شبہ میں پڑ جاتے، لیکن اس کے زخموں کی تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ اس نے ترکش میں سے تیر نکالا اور اپنے سینے میں چبھو لیا۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمان دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا فرمان سچ کر دکھایا۔ اس

(175) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (25/14) ومسلم واللفظ له (1897)، والنسائي (3189)، وأبو داود (2496)، وابن حبان (4634)، والبيهقي (18361).

شخص نے خود اپنے سینے میں تیر چبھو کر خودکشی کرلی ہے۔ (176)

اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ خودکشی کرنے والے کا عمل برباد ہے۔

(16) بغیر شرعی عذر کے بیوی کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا اور وہ امام جس کی امامت کو لوگ ناپسند کرتے ہوں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ آذَانَهُمْ: العَبْدُ الآبِقُ حَتَّى يَرْجِعَ، وَامْرَأَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَإِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ» ''تین آدمی ایسے ہیں جن کی نمازیں ان کے کان سے بھی اوپر نہیں اٹھتیں: ① بھاگا ہوا غلام' یہاں تک وہ لوٹ آئے، ② وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور ③ وہ امام جس کی امامت اس کی قوم والے ناپسند کرتے ہوں۔ (177)

ایسے لوگوں کی نماز قبول نہ ہوگی، اس کے باوجود انہیں اس نماز کو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا، مطلب یہ کہ وہ اس نماز کے ثواب سے محروم ہونگے۔

---

(176) رواه الإمام أحمد -الفتح الرباني- (١٦/ ١٢)، والبخاري واللفظ له (٤٢٠٤)، ومسلم (١١١)، وابن حبان (٤٥١٩)، والبيهقي (١٦٦١١).

(177) رواه الترمذي واللفظ له (٣٦٠)، والبيهقي (٥١٢٥)، والطبراني في الكبير (٨٠٩٨)، وحسنه الألباني في صحيح الجامع (٣٠٥٧).

(17) صدقہ و خیرات اور بھلا کام کر کے احسان جتلانا

جو شخص صدقہ یا احسان کر کے جتاتا ہو اس نیکی کا ثواب برباد ہو گا، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ ''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالی پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار بارش برسے اور وہ اسے بالکل چکنا چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالی کافر قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا''۔

[البقرة:٢٦٤]

جو بھی شخص لوگوں کے ساتھ کوئی اچھا کام کر کے یا احسان کر کے جتلائے تو اس کے ثواب کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

(18) ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے بیچنے والا

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا

رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ» ''تین آدمی ہیں؛ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، ان کی طرف نہیں دیکھے گا، انہیں پاک نہیں کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا، یہ بات رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ بیان فرمائی، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ ہلاک ہوئے اور خسارے میں پڑ گئے، وہ کون ہیں؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے بیچنے والا۔ (178)

چنانچہ غور کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے والے، احسان جتلانے والے اور جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سامان بیچنے والوں کو کس طرح جمع کیا، اوپر کے پیراگراف میں اس شخص کا ذکر پڑھ چکے ہیں جو نیکی کرکے جتلاتا ہے تو اس کا ثواب برباد ہوجاتا ہے، چنانچہ وہ لوگ جو اپنے کپڑوں کو ٹخنے سے نیچے لٹکاتے ہیں انہیں بھی اپنی بعض نیکیوں کے ضائع ہونے سے ڈرنا چاہئے۔

خاتمہ

کوئی مسلمان علم حاصل کرنے اور جو علم حاصل کیا اس پر عمل کرنے میں نہ تھکے، کتنے ایسے لوگ ہیں جو آپ کے سامنے اس کتاب میں موجود فضیلتوں سے ناواقف ہیں اور ان کی رہنمائی حاصل نہیں کرتے، اور ان کی کھوج لگانے، ان کے بارے میں سوال

---

(178) رواه الإمام أحمد –الفتح الرباني – (١٩/٢٨٦) ومسلم واللفظ له (١٠٦)، والترمذي (١٢١١)، والنسائي (٢٥٦٣)، وأبو داود (٤٠٨٧)، والدارمي (٢٦٠٥)، وابن حبان (٤٩٠٧).

کرنے کی خواہش تک بھی ان میں نہیں ہوتی، اسی لئے سب سے بڑا احسان جو اللہ نے ہم پر کیا وہ یہ کہ اس نے ہمیں حق کا علم عطا کیا اور اس کی ہدایت دی، اب یہ باقی رہ گیا کہ ہم اس کی رحمت کے واسطے سے اس سے دعا کریں کہ وہ حق کی محبت ہمارے دل میں ڈال دے اور اسے ہمارے دلوں کی زینت بنادے تاکہ ہم اس پر عمل کر سکیں اور اس پر ہمیشگی اختیار کریں، تاکہ یہ ہمیں اس دن فائدہ پہنچائے جس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھوں کو کاٹتے ہوئے کہے گا: ہائے کاش! میں اپنی زندگی ہی میں کچھ آگے کے لئے بھیجا ہوتا، معاملہ مذاق کا نہیں، سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کا ہے کیونکہ آگے یا تو ہمیشہ جنت میں رہنا ہے یا جہنم میں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم عافیت اور سلامتی مانگتے ہیں۔

وصلى الله على خير البرية وهادي البشرية نبينا محمد ﷺ
وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله رب العالمين.

كيف تثقل ميزانك

ترجمه للغة الأردية

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد و توعية الجاليات بالزلفي

الطبعة الأولى: 1437/3هـ

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

كيف تثقل ميزانك- الزلفي، 1434هـ

ردمك: 978-603-8013-49-6

(النص باللغة الأردية)

1- العبادات (فقه إسلامي) 2- الوعظ والإرشاد أ- العنوان

ديوي 252 1434/10725

رقم الايداع: 1434/10725

ردمك: 978-603-8013-49-6